نمبر ۶۳ | مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۳۰ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۱ رمضان سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اچھی ہے۔ حضور باقاعدہ نمازوں میں تشریف لاتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ میں انگریزی تعلیم باقاعدہ شروع کر دی گئی ہے۔ اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ناظر تعلیم و تربیت پڑھاتے ہیں۔

گول کمرہ میں "امتہ الحی زنانہ لائبریری" کا باقاعدہ افتتاح ہوگیا ہے۔ اور مطالعہ کے لئے مندرجہ ذیل اوقات مقرر کئے گئے ہیں۔

بروز جمعہ۔ بعد نماز جمعہ ۔ بروز ہفتہ۔ بعد از درس قرآن مجید۔ بروز منگل بعد نماز ظہر۔ ان اوقات میں مستورات لائبریری میں آکر کتب کا مطالعہ کر سکتی ہیں۔

مجلس مشاورت کے متعلق اعلان

جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ میں نے اپنے اعلان میں نمائندگان مجلس مشاورت کے اسماء کے دفتر ہذا میں پہونچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء مقرر کی تھی۔ لیکن اس وقت تک صرف ۲۹ جماعتوں کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ اس لئے چاہئے۔ کہ جلد سے جلد باقی جماعتیں اپنے نمائندگان کے نام سے اطلاع دیں۔ جو نمائندگان سوالات یا تجاویز حسب قاعدہ بھجوانا چاہیں۔ وہ براہ مہربانی ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۰ء تک بھجوا دیں۔ تا جوابات اور ایجنڈا بروقت طیار ہو سکیں۔

سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان

نظم

مرکزی مبلغین سلسلہ نے مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم کو ۸ جنوری ۱۹۳۶ء کو جو ٹی پارٹی دی۔ اس میں جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؔ کی حسب ذیل نظم پڑھی گئی:-

فضل الرحمٰن فضلِ عمرؔ کے فرزند روحانی آجا
آنکھوں میں اور دل میں سب کے تیری محبت کا ہے جذبا

تیری جدائی کی یہ مدت آٹھ سالہ اب ختم ہوئی ہے
شکر خدائے عز و جل خیر سے تو اب گھر کو آیا

تُو نے جو تکلیف اٹھائی دین کی خدمت میں اے پیارے
اجر اس کا اللہ کی جانب سے تجھکو بھی مل جائے گا

حزب اللہ کا تو افسر تھا رحمت اس کی تیرے سر پر
نصرت اس کی ساتھ تھی تیرے تو منصور مظفر لوٹا

دیکھ کے یہ نورانی صورت موجیں دل میں لہراتی ہیں
آرام و راحت کی پریاں رقصاں ہیں آنکھوں میں گیا کیا

شوق تمنا پھر اُبھرا ہے۔ جوش محبت پھر چمکا ہے
گہرا رنگ مسرت کا ہر رخسارہ سے پھوٹا گیا

تیری آمد پر ہم خوش ہیں۔ دل سے دعائیں کرتے ہیں
دین کی خدمت کا ہم سب کے سر پہ ہوا ایسا ہی سہرا

دین کی خاطر قربانی کی اے رب طاقت ہم کو دیدے
فضل الرحمٰن جیسے لاکھوں۔ احمدؐ کے فرزند ہوں پیدا

حمد خدا کے نغمے گا کر احمدؐ کے احسان جتا کر
کہدے مبارک باد اے گوہرؔ پیش جماعت پیش خلیفا

مناظرہ دیال گڑھ

دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں ۲ فروری ۱۹۳۶ء کو ایک مباحثہ ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد یوسف صاحب مناظر تھے اور احمدیوں کی طرف سے مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل۔ مناظرہ سے قبل احمدیوں نے مسجد میں ایک جلسہ کیا جس میں مختلف مضامین پر تقریریں ہوئیں جنہیں غیر احمدی بڑی توجہ کے ساتھ سنتے رہے۔ چار بجے شام مناظرہ شروع ہوا حسب قرارداد مناظرہ تین مضامین پر ہونا تھا۔ لیکن فریق ثانی نے شدہ شرائط کو توڑ دیا۔ اور کہا ہم پہلے "ختم نبوت" پر بحث کریں گے۔ بعد میں صداقت مرزا صاحب پر بحث ہوگی۔ اور وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر ہم بحث نہیں کرتے۔ آخر کار مناظرہ امکان نبوت پر شروع ہوا جس میں مخالف مولوی کو کرنا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے کئی حیلے بہانے بنا کر صداقت مسیح موعود پر مناظرہ ہونے سے فرار اختیار کیا۔ اور میدان مناظرہ سے بھاگ گئے۔ مولوی عبد الاحد صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ خدا کے فضل سے سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا ایک غیر احمدی نے اعلان کیا میں آج سے احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس مناظرہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ احمدی سچے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح اور نبی ہیں۔

خاکسار غلام احمد سکرٹری تبلیغ مدرسہ احمدیہ قادیان۔

ریزرو فنڈ

ایک مفصل چٹھی متعلقہ تحریک پچیس لاکھ چندہ ریزرو فنڈ برائے ترقی اسلام دفتر ہذا سے تمام وعدہ کنندگان اور دوسرے اکثر احباب کو بھی بھیجی گئی ہے۔ جن دوستوں کو نہ ملی ہو یا وعدہ کنندہ نہ ہوں۔ اور اس تحریک میں حصہ لینے کی خواہش رکھیں اور اس صیغہ کے اغراض و مقاصد سے مطلع ہونا چاہیں۔ تو وہ دوست طلب کر سکتے ہیں۔ اور جن احباب کے پاس رسید بکیں جو خاص قسم کی اس صیغہ کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ نہ ہوں۔ منگوا سکتے ہیں۔

پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ خاص توجہ اور تندہی سے اپنی کوشش و سعی کو جاری رکھیں۔ اور ماہوار اپنی کارگزاری اور مساعی جمیلہ سے دفتر کو اطلاع دیتے رہا کریں۔ تاکہ مرکز سے آپ کی جو رہبری ہو سکتی ہے۔ وہ ہوتی رہے۔ وباللہ التوفیق واللہ المستعان۔

ناظر بیت المال قادیان

ایک سوال کا جواب

ایک صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے دوران میں یہ سوال لکھ کر دیا تھا۔ کہ عتلٍّ بعد ذٰلک زنیم قرآن کریم میں آیا ہے۔ کیا یہ بد زبانی ہے؟

حضور نے جواباً فرمایا۔ یہ بد زبانی نہیں۔ بلکہ حقیقت حال ہے۔ قرآن کریم کبھی گالی نہیں دیتا۔ یہ تو ان لوگوں کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور بحیثیت مجسٹریٹ قرآن جب سزا تجویز کرے۔ تو اس کا فرض ہے کہ مجرم کے جرم کا بھی اظہار کرے۔

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ ملتان چھاؤنی کے عہدیدار

نئے سال کے لئے انجمن احمدیہ ملتان چھاؤنی کے لئے حسب ذیل عہدے دار منتخب ہوئے ہیں:-

(۱) پریزیڈنٹ۔ چوہدری فقیر محمد صاحب۔ کورٹ انسپکٹر۔

(۲) وائس پریزیڈنٹ۔ منشی محمد بخش صاحب عرائض نویس۔

(۳) جنرل سیکرٹری شیخ فضل الرحمٰن اختر ٹھیکیدار بھٹہ ملتان چھاؤنی۔

(۴) سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ۔ شیخ خادم حسن صاحب کلرک محکمہ نہر۔

(۵) محاسب۔ حاجی شیر خاں صاحب کلرک محکمہ ریلوے۔

(۶) سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مولوی عنایت اللہ صاحب مولوی فاضل

(۷) سیکرٹری وصایا۔ خان محمد اکبر خاں صاحب۔ ایچ۔ وی۔ سی

(۸) سیکرٹری امور عامہ۔ شیخ محمد حسین صاحب۔

(۹) سیکرٹری امور خارجہ۔ ملک عمر خطاب صاحب احمدی محلہ قدیر آباد ملتان شہر

(۱۰) سیکرٹری ترقی اسلام۔ شیخ فضل الرحمٰن اختر ٹھیکہ دار بھٹہ ملتان چھاؤنی

خاکسار فضل الرحمٰن اختر جنرل سیکرٹری

درخواست ہائے دعا

(۱) بندہ جب سے افریقہ سے قادیان آیا ہے بیمار ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ خاکسار کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ خاکسار محمد علی خان احمدی اسسٹنٹ سرجن

(۲) میری اہلیہ صاحبہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ وجع المفاصل بیمار ہیں۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار۔ پیر بشیر احمد احمدی گوئیکی

(۳) میں چند ایک مشکلات میں بُری طرح مبتلا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور جماعت احمدیہ سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ملک محمد الدین احمدی راولپنڈی

(۴) میاں محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ سی (منٹگمری) کو چند یوم سے بخار اور کھانسی کی سخت تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد شریف از لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۳ قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۳۰ء جلد ۱۷

پنجاب میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح

صوبہ پنجاب میں ایک بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جن کا پیشہ چوری۔ نقب زنی۔ ڈاکہ زنی اور دیگر اسی قسم کے مجرمانہ افعال ہیں۔ یہ لوگ کسی اور پیشہ کو اختیار کرنا اپنے لئے باعث عار۔ اپنی آبائی روایات کے منافی اور اپنی شان کے لئے مزیل یقین کرتے ہیں ان کے ہاں معزز وہی سمجھا جاتا ہے۔ جو ان دھاڑ میں زیادہ ماہر ہو پنجاب گورنمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ایسے لوگوں کی تعداد سنہ ۱۹۲۸ء کے آخر میں ۱۳۰۰۰۰ کے قریب تھی ؞

چونکہ ان لوگوں کا وجود ملک اور سوسائٹی کے لئے بے حد تکلیف رساں ہے۔ اس لئے حکومت کی طرف سے ان کی نگرانی اور اصلاح کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض جو زیادہ خطرناک نہیں۔ چند ایک پابندیوں کے ساتھ اپنی مقامات پر آباد ہیں۔ جو ان کا آبائی مسکن ہے۔ لیکن ایسے خانہ بدوش اور آوارہ گرد قبائل کو جنہوں نے لوٹ مار کے ذریعہ اہل پنجاب پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا مختلف نوآبادیوں میں منتظمین کی نگرانی میں رکھ کر جرائم کی عادات دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس انتظام کے متعلق حکومت کی طرف سے سنہ ۱۹۲۸ء کی کارگذاری کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال زیر رپورٹ کے آخر ایسی نوآبادیات کی تعداد انیس ۱۹ تھی۔ جن میں رہنے والوں کی مجموعی تعداد ۱۰۸۲۹ ہے۔ ان لوگوں کو عام طور پر زراعت کرنے کے لئے زمینیں دی گئی ہیں۔ جن کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ پندرہ سال تک نیک چلن اور شرافت سے رہنے پر وہ زمینیں انہی کی ملکیت سمجھی جائیں گی۔ اگرچہ سنہ ۱۹۲۸ء کی دونوں فصلیں تباہ ہو گئیں۔ لیکن پھر بھی ان لوگوں میں سے جن کے پاس دس دس ایکڑ زمین تھی۔ انہوں نے چار سو سے چھ سو روپیہ تک پیداوار سے حاصل کیا۔ اور ۸۲۰۳۳ روپیہ بطور لگان اور ۳۸۵۷ روپیہ بطور جرمانہ سرکار کو ادا کیا ؞

ہر ایک بستی میں سکول جاری ہے۔ جس میں باقاعدہ ٹرینڈ استاد کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے۔ دن کے وقت کاروبار میں مصروف رہنے والوں کے لئے نائٹ سکولوں کا انتظام بھی موجود ہے۔ یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ یہ لوگ تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور کچھ ضلع منٹگمری میں ان کے اپنے اخراجات پر ایک اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کامیابی سے چل رہا ہے ؞

سال زیر رپورٹ میں دو روپیہ ماہوار کے باسٹھ اور پانچ روپیہ ماہوار کے آٹھ وظائف پرائمری اور سیکنڈری تعلیم کے لئے دیئے گئے۔ ایک سانسی نوجوان امتحان انٹرنس پاس کرنے کے بعد اب ایک ایسی ہی بستی میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہے۔ دس نوجوان مختلف سکولوں میں استاد اور ایک پٹواری کا کام کر رہا ہے۔ ان سکولوں کے علاوہ تین ریفامیٹری سکول پالم پور۔ مغلپورہ اور امرت سر میں قائم ہیں۔ جن میں قریباً دو صد طلباء مختلف پیشوں کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ؞

ان لوگوں کی صحت کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اور بعض مقامات پر جہاں آبادی کافی ہو۔ مستقل ڈسپنسریاں بھی موجود ہیں۔ چھوٹی بستیوں میں ڈاکٹر ہفتہ وار یا ہفتہ میں دو بار دورہ کرتے ہیں ؞

رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ انتظام بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ سال زیر رپورٹ میں صرف تیس اشخاص تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کے ماتحت اور ۱۶۔ انتظام کو توڑنے کے جرم میں سزایاب ہوئے سنہ ۱۹۲۸ء تک ۱۲۵۹۔ اشخاص نیک چلن رہنے کی وجہ سے آزاد کئے جا چکے ہیں۔ جو لوگ پہلے ہی کسی مذہب کے قائل تھے۔ وہ اس پر پختہ ہو رہے ہیں۔ اور جو کسی مذہب کے پابند نہ تھے۔ وہ بھی کوئی نہ کوئی مذہب اختیار کر رہے ہیں۔ چھوٹے بچے اپنے آبائی اثرات سے قریباً قریباً بری نظر آتے ہیں۔ اور ان کے چہروں سے ایک قسم کی شرافت ٹپکتی ہے ؞

ان لوگوں میں کو آپریٹو تحریک کو بھی فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن رپورٹ میں اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ قابل اور دیانتدار کارکن میسر نہیں آتے۔ تاہم اس وقت چھ مقامات پر یہ تحریک کامیاب ہو چکی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود حکومت پنجاب نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ پنجاب میں نقب زنی اور چوری کی اکثر وارداتوں کا سراغ نہیں لگتا۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے اکثر کا ارتکاب جرائم پیشہ اقوام سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے کیا گیا ہے۔ لیکن یہ وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو باقاعدہ بستیوں میں آباد نہیں ؞

ان لوگوں کا انتظام کرنے میں حکومت کو جو سب سے بڑی دقت درپیش ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بعض بدمعاش ارتکاب جرم کے بعد کسی دیسی ریاست میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں۔ اور مروجہ قانون کے مطابق ان کی گرفتاری میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ تاہم اس امر کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ دیسی ریاستوں میں بھی کریمنل ٹرائب ایکٹ کا نفاذ ہو جائے ؞

رپورٹ میں اس امر پر بھی اظہار افسوس کیا گیا ہے۔ کہ رفاہ عام کا کام کرنے والی جو انجمنیں ان لوگوں کی اصلاح میں حکومت کا ہاتھ بٹا رہی ہیں۔ ان کی طرف سے جو لوگ اس کام پر لگائے جاتے ہیں۔ وہ کچھ زیادہ اس کام کے اہل نہیں ہوتے۔ اور ان کی قابلیت معیار کے مطابق نہیں ہوتی۔ ممکن ہے۔ کسی حد تک یہ صحیح ہو لیکن اصلاح کے کام میں شریک ہونے والوں کے راستہ میں اس وقت تک جو مشکلات حائل ہیں۔ اور جن دشواریوں سے گذر کر انہیں کام کرنا پڑتا ہے۔ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ شاید ہی کوئی قابل سے قابل منتظم اپنی قابلیت معیار کے مطابق ثابت کر سکے۔ حکام کی طرف سے ذرا ذرا سی بات میں مداخلت کی جاتی ہے۔ اور اس بات کو فراموش کر کے کہ جرائم پیشہ اور عادی مجرم لوگوں کے ساتھ منتظمین کو گذارہ کرنا پڑتا ہے۔ ان لوگوں کی اپنے نگران کے خلاف شکایات کو بہت وقعت دی جاتی ہے۔ جس سے انتظامی لحاظ سے منتظمین کے لئے بہت مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں ؞

ہمارا خیال ہے۔ کہ جب تک جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کا ذمہ وار صیغہ ان لوگوں کو جن کے سپرد بعض قبائل کی اصلاح کا کام کیا جاتا ہے۔ زیادہ اختیارات نہ دے گا۔ اور ان پر زیادہ اعتماد کی پالیسی اختیار نہ کرے گا۔ اس وقت تک معیار کے مطابق قابلیت رکھنے والوں کے نہ ملنے کی شکایت دور نہیں ہو سکے گی ؞

بہرحال جن چند ایک جماعتوں کے کام کی خاص طور پر تعریف اور شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ ان میں جماعت احمدیہ قادیان کا بھی نام ہے ؞

اس انتظام کے لئے حکومت کو دوران سال زیر رپورٹ ۰۰ میں ۴۱۸۳۸۹۔ روپیہ کی رقم صرف کرنا پڑی۔ لیکن اس میں سے قریباً تین لاکھ روپیہ ایسا ہے۔ جو آہستہ آہستہ واپس بھی ہوتا رہے گا ؞

اس ضمن میں ایک نہایت ہی قابل افسوس بات یہ معلوم ہوئی۔ کہ ضلع لاہور کے ایک گاؤں سبھرا کو بھی اس کے باشندوں کی روزافزوں شرارتوں کو دیکھ کر اس ایکٹ کے ماتحت لا کر وہاں ایک نائب تحصیلدار نگرانی کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور اس گاؤں کی بدمعاش اقوام میں جاٹوں اور چوہڑوں کے ساتھ سیدوں کا نام بھی درج ہے۔ یہ جہالت اور اسلام سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ؞

تمام ہندو فرقوں میں اتحاد کی تحریک

مسلمانوں کی روز افزوں ابتر حالت اور اغیار کے ان پر پے در پے حملوں کو دیکھکر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی حفاظت کا یہ گُر بتایا تھا۔ کہ وُہ اختلاف والے اور اختلاف عقائد کے باوجود جہاں متحدہ اور مشترکہ فوائد یا نقصانات کا معاملہ ہو۔ متحد ہو کر کام کریں۔ اور اجتماعی قوت صرف کیا کریں:

اگرچہ اس اصل کی اہمیت کا سب مسلمانوں نے اعتراف کیا۔ اور بعض نے اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے آمادگی کا اظہار بھی کیا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ عملی طور پر مسلمانوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی۔ وُہ اب بھی ذرا ذرا سے اختلافات پر ایک دوسرے کو گشتنی اور گردن زدنی سمجھ رہے ہیں۔ اب بھی وُہ ایک دوسرے کے خلاف لنگر لنگوٹے کس کر کھڑے ہیں۔ اب بھی وُہ ایک دوسرے کی عزت آبرو لینے پر آمادہ ہیں اب بھی وُہ کسی بڑے سے بڑے معاملہ اور ضروری سے ضروری امر پر متحد ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ہندو جو پہلے ہی بڑی حد تک منظم اور متحد ہیں۔ مزید کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہر فرقہ اور ہر خیال کے ہندو ہر ایسے موقعہ پر صف بستہ ہو جائیں۔ جو ان کے مشترکہ مفاد اور مشترکہ عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔ چنانچہ حال میں ہندوؤں کی ایک "اتحاد کانفرنس" دہلی میں منعقد ہوئی ہے۔ جس کے متعلق "تیج" (۴ فروری) لکھتا ہے:۔

"اس امر کو محسوس کرتے ہوئے کہ اس وقت ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں آپس میں مت بھید (اختلاف) رکھتے ہوئے بھی سنگھٹت (متحد) رہنے کی بے حد ضرورت ہے۔ یہ سمیلن مندرجہ ذیل پرستاؤ (تجاویز) پاس کرتا ہے:۔ (۱) جس وقت کسی غیر ہندو سوسائٹی کی طرف سے ویدوں پر کسی قسم کا حملہ کیا جائے۔ تو اس وقت آریہ سماجی اور سناتن دھرمی دونوں مل کر اس حملے کا جواب دیں (۲) جس وقت کسی غیر ہندو سوسائٹی کی طرف سے کسی ہندو سمپردا پر کسی قسم کا غیر واجب حملہ کیا جائے۔ تو اس وقت ہندوؤں کے تمام فرقے مل کر اس مصیبت کا سامنا کریں (۳) جہاں تک ممکن ہو بسنت۔ ہولی۔ دیپ مالا۔ دسہرہ وغیرہ تیوہار سب مل کر منائیں (۴) جملہ ہندو سمپرداؤں (فرقوں) کو چاہیئے۔ کہ وُہ آپس میں پریم کا سنچار کرتے ہوئے پریس یا پلیٹ فارم سے فضول اعتراض نہ کیا کریں"

اگر ہر خیال کے ہندو ان ویدوں کی حفاظت اور ان پر جو اعتراض پڑتے ہیں۔ ان کی تردید کے لئے متحد ہو سکتے ہیں جن کی ان میں سے شکل بھی شاید ہی کسی نے دیکھی ہو۔ تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ اگر مسلمان قرآن کریم کی خدمت کرنے اور اس پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کے لئے متحد نہ ہوں:

اسی طرح ہندو اگر باوجود تعداد میں زیادہ ہونے۔ اور اثر و رسوخ زیادہ رکھنے کے اپنے مشترکہ امور میں اتحاد کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ تو مسلمان جو قلیل اور ہر لحاظ سے پس ماندہ ہیں۔ وہ کیوں غفلت میں پڑے رہیں:

یورپین اور ہندوستانی امراء میں فرق

بیس سال قبل امریکہ کا ایک شخص راک فیلر نام دُودھ اور سودا بیچ کر بسر اوقات کیا کرتا تھا۔ لیکن اب اس کی یہ حالت ہے۔ کہ اس نوروز کے موقعہ پر اس نے قریباً ایک کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ پیرس کے ایک طبی کالج کو بطور عطیہ دیا۔ اور اسی طرح وُہ ہمیشہ فیاضی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔ ہندوستان میں بھی کئی ایک ایسے رؤسا موجود ہیں۔ جن کے پاس راک فیلر سے بھی زیادہ دولت ہے لیکن کبھی سننے میں نہیں آیا۔ کہ انہوں نے کسی ملکی۔ ملی یا رفاہ عام کے کام میں اس قدر فیاضی سے کام لیا ہو۔ وُہ خرچ ضرور کرتے ہیں لیکن کس طرح۔ اس کا جواب وُہ لوگ بخوبی دے سکتے ہیں۔ جو ہندوستانی رؤسار کے حالات سے واقف ہیں:

مسلمانان ہند میں ایک اہم کمی

سر میلکم ہیلی گورنر یو۔پی نے مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر جو تقریر کی اس میں ایک خاص بات ایسی ہے جو علیگڈھ یونیورسٹی کے حدود سے باہر بھی سنے جانے کی مستحق ہے۔ آپ نے کہا:۔

"آج کل ہندی مسلمانوں کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وُہ ایک مسلمہ لیڈر کی ہے۔ سیاسی۔ دماغی اور روحانی مشکلات میں ان کی راہ نمائی کرنے کے لئے کوئی مسلم الثبوت ہستی نظر نہیں آتی مسلمانوں کی فقید المثال معاشرتی اور مذہبی یکجہتی اس پایہ کی ہے جس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں مشکل سے مل سکتی ہے۔ مگر آپ میں ایسے لیڈروں کا فقدان ہے۔ جو ان مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں اور کام میں لا سکیں" (سرفراز یکم فروری)

ہر وُہ شخص جس نے مسلمانوں کے عروج و زوال کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ وُہ سر میلکم ہیلی کی طرح اس بات کو تسلیم کرے گا۔ کہ ایک واجب الاطاعت امام کے نہ ہونے کی وجہ سے ہی مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا۔ اور وُہ روز بروز زیادہ پریشان ہوتے چلے گئے۔ اب بھی ان کی ترقی کا راز یہی ہے۔ کہ وُہ ایک ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ لیکن وُہ ہاتھ وُہی ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی غرض کیلئے بڑھایا گیا ہو۔ افسوس ہے۔ مسلمانوں کی جس کمی کو غیر محسوس کر رہے ہیں۔ خود مسلمان اس سے غافل پڑے ہوئے ہیں:

ڈاکٹر انصاری صاحب کی تقریر اور اخبار تیج

ڈاکٹر انصاری ان مسلمانوں میں سے ہیں۔ جو ہندوؤں کی رضا جوئی کو مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وُہ آج تک ہندوؤں کے منشار کے ماتحت ہی کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن ۲۶ جنوری کو دہلی میں قومی جھنڈا لہند کرنے کے موقعہ پر آپ نے جو تقریر کی۔ اس کے متعلق "تیج" ۳۰ جنوری لکھتا ہے:۔

"قومی جھنڈے کا افتتاح کرتے وقت ڈاکٹر انصاری صاحب نے جو تقریر فرمائی۔ اس میں الٹا اس بات پر زور دیا۔ کہ مسلمانوں سے اتحاد کے بغیر قومی تحریک کو کامیاب نہیں بنایا جا سکتا۔ ایک ایسے مجمع میں جس میں ۹۵ فیصدی ہندو موجود ہوں۔ ڈاکٹر صاحب ایسے قوم پرست ذمہ وار لیڈر کا ایسی تقریر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ .... اس قسم کی تقریریں کرنا کسی طرح ٹھیک نہیں ہے!

فی الواقعہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب تک ہندو مسلمان متحد نہ ہونگے۔ کوئی قومی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ لیکن ملک کی کتنی بدقسمتی ہے۔ کہ ہندو صاحبان اس مشورہ پر عمل کرنا تو درکنار اسے سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اور وہ بھی ایک ایسے شخص کے مُنہ سے۔ جو کانگریس کی موجودہ پالیسی کا شیدائی ہے:

جمعیۃ العلماء کی قانون شکنی کے لئے تیاری

جمعیۃ العلماء ہند کے زیر اہتمام شاردا ایکٹ کے خلاف اس وقت تک غم و غصہ کا جس قدر اظہار کیا گیا ہے۔ اس کا گورنمنٹ پر کچھ بھی اثر نہیں ہُوا۔ بلکہ ایک لحاظ سے اس کا الٹ اثر ہُوا ہے جیسا کہ وائسرائے ہند کی ایک تقریر سے ظاہر ہے۔ اب جمعیۃ العلماء کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ شور و غوغا برپا کرنے کے بعد حسب معمول خاموش ہو کر بیٹھ جائے۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی زیادہ مؤثر طریق عمل اختیار کرے:

چونکہ جمعیۃ العلماء شاردا ایکٹ کو دین میں مداخلت قرار دے چکی ہے اور اسے گوارا کرنا اسلام کی تباہی بتا چکی ہے۔ اس لئے پہلی صورت اختیار کرنا تو اس کی شان کے شایان نہیں۔ رہی دوسری صورت اس کی نسبت معلوم ہُوا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے چنانچہ ناظم صاحب جمعیۃ العلماء نے اعلان کیا ہے۔ کہ انہیں یکم مارچ تک ایک لاکھ رضا کاروں کی ضرورت ہے۔ اور شاردا ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے کے متعلق تفصیلی ہدایات جلد شائع کرنیکی اطلاع دی ہے

ہم اگرچہ شاردا ایکٹ کو اس کی موجودہ صورت میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ لیکن اسے مداخلت فی الدین نہیں سمجھتے۔ اور اس لئے مجبور ہیں۔ کہ جب بات آئینی جدوجہد سے آگے بڑھنے لگے۔ تو اس میں کسی قسم کا حصہ نہ لیں۔ ہاں آئینی لحاظ سے ہم ہر طرح مسلمانوں کے ساتھ ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے مقاصد میں کامیابی

"اہلحدیث" اپنی ۳۱ جنوری ۳۰ء کی اشاعت میں بعنوان "مرزا صاحب اپنے ارادوں میں نا کامیاب گئے" لکھتا ہے:-

"مرزا صاحب نے جن جن باتوں کی تکمیل کا دعوےٰ کیا۔ وہ مطلقاً ناقص اور غیر مکمل رہ گئیں۔ مثلاً آپ ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۷۳ میں قرآن کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں "میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوسکیگا جیسا مجھ سے" اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا مرزا صاحب نے کوئی ایسی تفسیر تمام قرآن مجید کی مکمل لکھی اور شائع ہوئی۔ جواب میں یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ اپنے ارادہ میں بامُراد نہیں گئے"!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل عبارت جس میں خیانت سے کام لیکر اعتراض قائم کیا گیا ہے۔ یہ ہے:-

"سو میری صلاح یہ ہے۔ کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو۔ تو میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوسکے گا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ ہی میں داخل ہے"!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر میں "اہلحدیث" کا جواب موجود ہے۔ لیکن "اہلحدیث" اور اس کے نامہ نگار کی جسارت ملاحظہ ہو جس فقرہ سے اس کا اعتراض رد ہوتا تھا اسے حذف کر کے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق بن گئے۔ مندرجہ بالا تحریر سے حضرت اقدس کا جو منشاء معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام کی تائید میں "عمدہ عمدہ تالیفیں" لکھی جائیں۔ اور ترجمہ کر کے یورپ میں بھیجی جائیں۔ سو خدا کے فضل اور اس کی تائید سے یہ سب کچھ ظہور میں آچکا۔ اور آرہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر تحریریں انگریزی میں ترجمہ ہو کر ان ممالک میں شائع کی جارہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ایک ماہوار انگریزی رسالہ خاص لنڈن سے شائع کیا جاتا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے ترجمے اور آپ کی تعلیم پیش کی جاتی ہے۔

او گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الگ طور پر کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی مگر اس میں کیا شک ہے۔ کہ حضورؑ کی تمام تصنیفات قرآن حکیم کی تفسیر ہی ہیں جن میں قرآن مجید کی آیات بینات کی حضورؑ نے تفسیر فرمائی ہے۔ اور اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک مستقل تفسیر بھی آپ کے جانشین اور آپ کی روحانی و جسمانی شاخ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے تیار ہو رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کے لایعنی اور عامیانہ اعتراض خدا کے فرستادوں پر ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں اسی قسم کا اعتراض آریہ پنڈت دھرم بھکشو نے اپنی نئی تصنیف "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کے صفحہ ۲۱۲ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان الفاظ میں کیا ہے:- "محمد ... آنحضرت (محمدؐ) کی خواہشیں پوری نہ ہوئیں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس قسم کا اعتراض تو آپ کو بروز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت کرتا ہے۔ مگر "اہلحدیث" کے لئے عبرت کا مقام ہے۔ کہ وہ ایسے لغو اعتراض [illegible]

"پیغام صلح" کے متعلقین کے بیانات اور دیگر ذرائع سے ہمیں یہی معلوم تھا۔ کہ اس کی اشاعت بہت تھوڑی ہے۔ اور اس کا بھی بہت سا حصہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ ہوا۔ جب ہم نے یہ دعوےٰ "پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار ہے"۔ اور پھر اسے "پیغام" کی پیشانی پر ثبت شدہ دیکھا۔ تو خیال کیا۔ چونکہ "پیغام" نے خلاف معمول "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے خطبات جمعہ شائع کرنے شروع کئے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے۔ ان کی برکت سے اسے "کثیر الاشاعت" کہلانے کا فخر حاصل ہو گیا ہو۔ اور "حضرت امیر" کے قدردانوں نے ان کے ارشادات سے نہ صرف خود مستفیض ہونے کے لئے بلکہ آئندہ نسلوں کی خاطر ان کا ذخیرہ رکھنے کے لئے "پیغام صلح" کے چندے کے چندے خریدنے شروع کر دئیے ہوں۔ لیکن ۳۰ جنوری کے "پیغام" نے ہم پر واضح کر دیا۔ کہ جو کچھ ہم نے سمجھا۔ وہ محض حسن ظنی کی بناء پر تھا۔ ورنہ در اصل اس کی کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔

اب بھی "حضرت امیر" کے "برادران" ان کے خطبات جمعہ سے اسی طرح مستغنی ہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اور "پیغام" کی جو حالت خطبات شائع کرنے سے قبل تھی۔ وہی اب ہے۔ بلکہ زیادہ خطرناک ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب "پیغام صلح کے مستقبل کا سوال" اٹھایا گیا اور اس کی موجودہ مالی حالت "بالکل غیر تسلی بخش" بتائی گئی ہے۔

کیا کوئی "پیغام صلح" کا رازداں بتا سکتا ہے۔ کہ اگر "پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار ہے"! تو کیوں اس کی "موجودہ مالی حالت بالکل غیر تسلی بخش ہے"! اور کیوں اس کی وجہ سے "اس وقت انجمن کو ہر ماہ تقریباً تین سو روپیہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے" کیا اس لئے کہ "کثیر الاشاعت" کہلانے کے شوق میں "پیغام صلح" بہت بڑی تعداد میں مفت بانٹا جاتا ہے۔ اگر یہی وجہ ہے۔ تو کیوں مفت اشاعت بند نہیں کر دی جاتی۔ اور اس تلخ تجربہ سے سبق حاصل نہیں کیا جاتا۔ جو "پیغام صلح" کا "آخری ہی نمبر" مفت تقسیم کرنے پر مل چکا ہے۔

لیکن اگر اب مفت نہیں بانٹا جاتا۔ اور پھر ماہوار تین سو روپیہ نقصان ہوتا ہے۔ تو اسے "کثیر الاشاعت" کس لحاظ سے قرار دیا جاتا ہے۔ کیا پیغامی لغت میں "کثیر الاشاعت" کی یہی تعریف ہے۔ کہ ہر وہ اخبار جو کم از کم "تین سو روپیہ ماہوار خسارہ کا ذریعہ" ہو۔ اور جس کی "مالی حالت بالکل غیر تسلی بخش ہو" اسے "کثیر الاشاعت" کہنا چاہیئے۔

اگر "پیغام" کے "حضرت امیر" اپنی کتاب کا نام "النبوۃ فی الاسلام" رکھ کر اس میں شروع سے اخیر تک سارا زور اس بات پر صرف کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام میں نبوت مسدود ہو چکی ہے۔ امت مسلمہ اس انعام الٰہی سے محروم کر دی گئی ہے۔ اور اس کے خیر امۃ ہونے کا یہی ثبوت ہے۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ اگر پیغامی لغت میں "کثیر الاشاعت" کی ایسی تعریف ہو۔ جو صرف اسی سے مخصوص ہو۔ اور باقی دنیا بالکل اس کے برعکس اس کا مفہوم سمجھتی ہو۔

اہل پیغام "کثیر الاشاعت" کی تعریف خواہ کچھ ہی کرتے ہوں۔ لیکن جہاں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ دوسروں سے وہ یہی توقع رکھتے ہیں۔ کہ اس کا عام اور حقیقی مفہوم سمجھیں اور پیغامی لغت کی پرواہ نہ کریں۔ چنانچہ مکمل عبارت یوں ہے:-

"نرخنامہ اشتہارات کے لئے مینجر کو لکھئے۔ پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار ہے۔ شرح اُجرت بہت کم ہے۔ ہمارے نرخ ضرور ملاحظہ فرمایئے"!

گویا اشتہار دینے والوں کو ایک طرف تو یہ بتایا گیا ہے کہ اشتہارات کی اُجرت "بہت کم" لی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ فائدہ زیادہ پہونچایا جاتا ہے۔ کیونکہ "پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت اخبار ہے"

اگر "کاروباری" لحاظ سے نہ کہ دیانتداری کے رُو سے اس قسم کے اعلان کی ضرورت ہی تھی۔ تو کم از کم جس پرچہ میں "پیغام" کی مالی حالت کے بالکل غیر تسلی بخش ہونے اور تین سو روپیہ ماہوار نقصان پہونچانے کا رونا رویا گیا تھا۔ اس کی پیشانی پر تو اسے درج نہ کیا جاتا۔ تا کوئی اشتہار دہندہ اس دبدہ میں نہ پڑ جاتا۔ کہ "نرخنامہ اشتہارات" کے اعلان کو درست سمجھے یا "پیغام" کی مالی حالت کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اسے صحیح قرار دے۔

ہم نہیں سمجھتے۔ جب پیغام کی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کا دم لبوں پر ہے۔ تو ایسی حالت میں وہ کیوں دھوکہ بازی اور فریب دہی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ خاصکر جبکہ اس کا یہ بھی دعوےٰ ہے۔ "پیغام صلح جماعت کا واحد اُردو آرگن اور ہندوستان کا صحیح معنوں میں واحد تبلیغی اخبار ہے"۔

مرکزی مُبلّغین کی طرف سے مُبلّغین بیرونِ ہند کو دعوۃ

جمعیۃ مُبلّغین کی طرف سے ایڈریس مُبلّغین کی طرف سے شکریہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تقریر

ایڈریس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدکم اللہ بنصرہ و بزرگانِ سلسلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سب حضرات کے اس اجتماع کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم سب مبلغین جو احمدیت کے مرکز اور اس کے قرب وجوار میں رہتے ہیں۔ اپنے دو جاں نثار اور بیرون ہند میں خدمات سلسلہ بجالانے والے بھائیوں کی شاندار کامیابی اور بیش بہا قربانیوں پر انکی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر سکیں۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ اگرچہ ہر دو اصحاب کی مساعی جمیلہ مشرق و مغرب سے وابستہ ہیں۔ لیکن آج ہم ان ہر دو فاتح جرنیلوں کو یکجائی طور پر مبارکباد عرض کر رہے ہیں۔ اور شاید تاریخ احمدیت میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ کسی مبلغ کی کامیاب واپسی پر مبلغین مرکزی نے مخصوص طور پر اظہار خوشی کیا ہو۔

اس مبارک تقریب پر سب سے پہلے ہم اپنے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ کیونکہ دراصل وہ تمام نمایاں فتوحات جو مشرق قریب یعنی ملک سماٹرا میں ہمارے بلند ہمت مجاہد مولوی رحمت علی صاحب فاضل اور مغربی افریقہ کے دور دراز خطہ میں مجسمۂ استقلال مبلغ حکیم فضل الرحمٰن صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوئیں۔ حضور ہی کی توجہات گرامی اور شبینہ دعاؤں کا نتیجہ ہیں۔

پھر اے ہمارے قابل فخر بھائیو! آپ کا وطن عزیز کو چھوڑ کر سات سمندر پار۔ عزیز و اقارب سے جدا ہو کر سالہا سال تک بالکل ناواقف لوگوں میں تبلیغ سلسلہ کو سرانجام دینا ہمارے لئے قابل تقلید مثال اور باعث صد رشک نمونہ ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اے مجاہد سماٹرا۔ آپ نے جس رنگ میں احمدیت کی بنیادوں کو اس ملک میں مضبوط طور پر قائم کیا ہے۔ وہ نہایت خوش کن اور حوصلہ افزا ہے۔ آپ کو بھی ان سب مشکلات کا سامنا ہوا۔ جو ایک اجنبی کو غیر ملک اور نئی زبان بولنے والوں میں ہو سکتی ہیں۔ مگر آپ نے ان تمام صبر آزما تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ اور آپ کے پایۂ ثبات میں ذرہ بھر جنبش نہ آئی۔ یہی وہ امر ہے جو آپ کی کامیابی کا راز اور اس کی شان کو دوبالا کرنے والا ہے۔ آپ کی تبلیغ کا اثر وسیع اور غیر معمولی ثمرات کا موجب ہے اور ہوگا۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے سماٹرا مشن کی کامیابی کا سہرا آپ ہی کے سر پر ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے مجاہد افریقہ۔ آپ کی جلیل الشان اور بے نفس خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ حالات کی ناسا عدت اور مالی مشکلات کے باوجود جس احسن طریق پر آپ نے تعلیمی۔ تبلیغی اور اخلاقی طور پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وقار، اس کی شان اور افراد کو بڑھایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ تبلیغ خود ایک سخت مجاہدہ ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

دعوۃ ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم میں کوہ ماراں ہر گزر میں دشت خار

لیکن اس پر دارالامان کی طویل جدائی۔ سامانوں کی قلت۔ تمدن و زبان کا اختلاف اور بھی کٹھن اور مشکل ترین مرحلہ تھا۔ مگر آپ کی جوان ہمتی اور مردانہ وار سرگرمیوں نے اس منزل کو بسہولت تمام پورا کر لیا۔ اور آج آپ مظفر و منصور اور کامیاب و کامران ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ الحمد للہ الذی انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔

ہمارے محترم بھائیو! آپ کی قربانیاں اور خدمات ہمارے اعتراف کی شرمندۂ احسان نہیں۔ اسی لئے ہم ان کی تفصیل میں جانا بے ضرورت سمجھتے ہیں۔ رب السموٰت والارض نے خود ان کو قبول کیا۔ اور اپنے موجودہ نائب فی الارض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ذریعہ اس کا اظہار فرمایا۔ سو آپ ہمارے لئے قابل تقلید ہیں۔ ہم آپ سے اور اپنے مطاع حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے بادب ملتجی ہیں۔ کہ آپ ہمارے حق میں دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے حضور قبول فرما کر محض لوجہ اللہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

ہمارے مجاہد بھائیو۔ ہمیں فخر ہے۔ کہ ہم بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں جس میں آپ ہیں۔ اور ہمارا بھی وہی فرض ہے۔ جو آپ نے ادا کیا۔ ہم بھی اسکی ادائیگی میں مصروف رہتے ہیں۔ مخالفوں اور معاندوں سے تکالیف بھی اٹھاتے ہیں۔ رنجدہ اور دلدوز الفاظ بھی سنتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ پر رشک کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگ غیر ملک۔ غیر قوم۔ غیر مذہب۔ غیر حکومت میں جا کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہم سے بڑھ کر تکالیف اور مشکلات برداشت کرتے ہیں بے شک جسم کیلئے تکالیف ہوتی ہیں۔ لیکن روح کیلئے آبِ حیات کا کام دیتی ہیں اور ہم بھی خدا سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اپنی راہ میں قبول کرے اور ہمیں بہتر سے بہتر دین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔

بالآخر ہم سب مبلغین اپنے بزرگ مجاہدین کی بانیل مرام واپسی پر پھر ایک دفعہ انہیں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور آپ سب حضرات سے طالب دعا ہیں۔

(خاکساران: مبلغین سلسلہ احمدیہ قادیان)

شکریہ

ایڈریس کے بعد مولوی رحمت علی صاحب نے تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ میں نے سماٹرا میں ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ میں۔ مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس ایک مقام پر بیٹھے ہیں۔ اور تبلیغ کے راستہ میں اپنی مشکلات اور انہیں دور کرنے کے متعلق اپنے تجارب بیان کر رہے ہیں۔ میں خوش ہوں۔ کہ مبلغین نے باہم اکٹھے ہونے کا موقعہ پیدا کر کے اس خواب کو ایک حد تک پورا کر دیا۔ اگر میں سماٹرا میں کامیاب ہوا ہوں۔ تو اس کے دو گر تھے۔ دوستی اور مباحثات۔ صرف مباحثات سے ہی کام نہیں بنتا۔ بلکہ دوستی بھی رکھنی پڑتی ہے۔ تا لوگوں کو اپنی طرف کھینچا جائے۔ میں اپنے اشد ترین مخالفین سے بھی حتی الوسع دوستانہ تعلقات رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ میرے خلاف شروع شروع میں بہت فتوے دیئے گئے۔ مگر میں نے دوستی کو بڑھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے مجھے کامیابی ہوئی۔

مولوی صاحب کے بعد حکیم صاحب نے تقریر کی جس میں ایڈریس پیش کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ افریقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جو کامیابی ہوئی۔ وہ ہم سب کی کامیابی ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور دیگر بزرگوں کی دعاؤں کا دخل ہے

مغربی افریقہ میں احمدیوں کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی ہے۔ لیکن ان کی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ جس کے لئے کئی لوگ درکار ہیں۔ آپ لوگوں میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ وہ اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کریں اگر ان لوگوں کی تربیت ٹھیک طور پر ہو جائے۔ تو وہ نہ صرف مغربی افریقہ کے مشن کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ بلکہ اور اخراجات میں بھی مدد دے سکتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ افریقہ

کے دوسرے حصوں میں بھی تبلیغ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ دور دراز علاقوں میں تجارت کے لئے جاتے ہیں۔ جب ان کا علم وسیع ہوگا۔ تو وہ بہت مفید کام کرسکیں گے۔ وہ لوگ اپنے رنگ میں مخلص بھی ہیں۔ مشن کے کام میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ یہاں آنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ غریب ہیں۔ اس لئے ان کے رستہ میں غربت ایک روک ہے۔ ورنہ ان میں اخلاص کی کمی نہیں۔ آپ دعا کریں۔ کہ ان میں سے چند ایک یہاں آکر تعلیم حاصل کرسکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر

حضور نے فرمایا۔

نہ تو وقت اس کی اجازت دیتا ہے۔ اور نہ ہی میرے گلے کی حالت ایسی ہے۔ کہ کوئی لمبی تقریر کرسکوں۔ مگر حکیم صاحب نے اس وقت جو

ایک بات

مبلغین سے کہی ہے۔ کہ وہ وہاں جائیں۔ اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کچھ کہدینا مفید ہوگا۔ ہمارے مبلغین کے پاس نہ تو اتنا سرمایہ ہے۔ کہ وہ آپ ہی آپ وہاں جاسکیں۔ اور نہ ہی انہیں کوئی ایسے پیشے آتے ہیں جن کی مدد سے وہ وہاں رہ سکیں۔ اس طرح تو وہی لوگ کرسکتے ہیں۔ جو باہر رہتے۔ اور

خاص خاص پیشے

جانتے ہیں۔ باقی رہی سلسلہ کی حالت۔ سو اگرچہ یہ ضروری ہے۔ کہ ہم سب جگہ جائیں۔ لیکن

مقدم یہ ملک ہے

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ اس ملک کی ضروریات کو ایک حد تک پورا کرتے ہوئے اور کلی طور پر فی الحال ضرورتوں کو پورا کرنا تو بہت مشکل ہے۔ ایک انسان کے لئے ایک معلم بلکہ ایک کے لئے کئی معلموں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر حصہ رسدی اس ملک کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ابھی اتنی گنجائش نہیں۔ کہ باہر زیادہ مبلغین بھیجے جاسکیں۔ سوائے اس کے کہ کسی ملک کے متعلق یہ امید ہو۔ کہ وہ بہت جلد

اپنا بوجھ اٹھانیکی قابلیت

پیدا کرلیگا۔ اور اس وقت ایسے ممالک صرف جاوا اور سماٹرا ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے سردست میں نے سماٹرا کے دوستوں سے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ فی الحال ایک اور مبلغ انہیں دیا جائیگا۔ تا ایک مشن جاوا میں بھی قائم ہوسکے۔ اور ایک تیسرے کے لئے بھی جلد کوشش کی جائے گی۔ لیکن بقیہ ممالک میں ذاتی قابلیت پیدا ہونے یا پھر ہمارے اندر طاقت آجانے کے بعد ہی مشن کا کام بڑھایا جاسکتا ہے۔ ہاں

ایک اور صورت

جو مفید ہوسکتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہاں کی جماعتیں کچھ نوجوان جو نہ تو اتنے بڑے ہوں۔ کہ کسی کا اثر قبول ہی نہ کرسکیں۔ اور نہ اتنے چھوٹے ہوں۔ کہ یہاں آکر اداس ہو جائیں۔ بلکہ درمیانی عمر یعنی ۱۶-۱۷ سال کے ہوں۔ چندہ کرکے ان کے لئے کرایہ فراہم کردیں۔ جس میں ہوسکتا ہے کہ اگر کمی رہے۔ تو کچھ امداد ہم بھی دیدیں۔ یہاں بھیجیں۔ وہ یہاں آکر تعلیم حاصل کریں۔ یہاں کی زبان سیکھیں۔ تحریرات کا مطالعہ کریں۔ اخبارات خود پڑھ سکیں۔ پھر اس کے بعد اپنے ملک میں جاکر کام کریں۔ ایسے لوگ بھی اگرچہ

ہمارے مبلغین کے قائم مقام

تو نہیں ہوسکتے۔ لیکن ان کا بازو ضرور بن سکتے ہیں۔ اور تبلیغ میں مدد دے سکتے ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جنہیں لوگ اپنوں کے منہ سے سنکر مانتے ہیں۔ اور بعض غیر ممالک کے لوگوں سے سنکر مانتے ہیں۔ لیکن یہ بات

انسانی فطرت میں داخل

ہے۔ کہ اس پر اپنے کی بات زیادہ اثر کرتی ہے۔ جبھی تو قرآن کریم نے بار بار رسولاً من انفسکم فرمایا ہے۔ کہ ہم نے تمہارے اندر سے تمہارے لئے رسول مبعوث کیا۔ باہر کا آدمی ممکن ہے۔ کسی قوم کے لئے مفید ہوسکے۔ مگر اتنا نہیں۔ جتنا اپنا ہوسکتا ہے۔ بعض لوگ نادانی سے ہمارے نبوۃ پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ سمجھتے نہیں۔ کہ جب قرآن کریم نے تسلیم کیا ہے۔ کہ انسان اپنے اندر والے کی بات زیادہ مانتا ہے۔ اور ادھر اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔ تو ضروری ہونا چاہیئے کہ

مختلف حصص عالم

میں ایسے ظل پیدا ہوں۔ تا سب قوموں میں ان کا اپنا داعی ہوسکے۔ جب شریعت مکمل ہوچکی ہے۔ تو ظلی نبوۃ کا سلسلہ ضرور ہونا چاہیئے تا مختلف قوموں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب پیدا ہوں کہ جن سے لوگوں کو تسلی ہو۔ کہ خدا کی باتیں

براہ راست اپنی زبان میں

ہم نے سُن لی ہیں۔ اس پر کہا جاسکتا ہے۔ کہ صرف ہندوستان میں ہی ظلی نبی کیوں آیا۔ لیکن ابھی کیا معلوم ہے۔ کہ دنیا میں کتنے تغیرات ہونگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کے لحاظ سے کہ روحانی فیوض کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ مختلف اوقات اور مختلف اقوام میں ایسے مامورین پیدا ہوں۔ جن کا پیدا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

خدا تعالےٰ نے کئی اور سامان پیدا کرکے بھی مختلف ممالک کو شرف کردیا ہے۔ من انفسکم کے صرف یہی معنے نہیں ہوتے۔ کہ اس قوم سے ہی وہ ضرور ہو۔ بلکہ حاکم یا ماتحت کے متعلق بھی یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جیسے فرعون کی طرف حضرت موسےٰ علیہ السلام مبعوث کئے گئے۔ حالانکہ وہ اس کے ماتحت قوم سے تھے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگریزوں کے لئے بھی ہیں۔ اور ہندوستان کے لئے۔ پھر ترکی الاصل ہونے کے لحاظ سے ایرانیوں کے لئے اور ترکستان کے لئے بھی ہیں اور افغانستان کے لئے بھی۔ کیونکہ وہ دراصل ہندوستان کا ہی حصہ ہے۔ ان ممالک میں سے صرف ہندوستان کی آبادی ۳۳ کروڑ ہے۔ اور باقی ممالک کو شامل کرلیا جائے۔ تو

قریباً نصف دنیا

ہوجاتی ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نصف دنیا کو شرف کردیا گیا۔ اس طرح دنیا کا تھوڑا حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ بعض آنیوالے مامورین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئیاں ہیں۔ ان کے مطابق باقی دنیا میں مامور پیدا ہوں۔ پس اللہ تعالےٰ کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ کسی قوم میں اس کے اپنے آدمی کا خاص اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر

مختلف ممالک کے طالبعلم

یہاں آکر تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر ہمارے مبلغین کے لئے نائب بن کر کام کریں۔ تو بہت مفید ہوسکتا ہے۔ اور یہی ذریعہ ہے جس سے بیرونی ممالک فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ورنہ یہاں سے اتنے آدمی بھیجنے کے لئے بہت اخراجات درکار ہیں۔ جنہیں فی الحال مرکز برداشت نہیں کرسکتا ؛

احبابِ کرام کا شکریہ

میری بیوی کی وفات کے صدمہ پر کثیر التعداد احباب کی طرف سے تعزیت نامے موصول ہوئے۔ متعدد جماعتوں نے اظہار ہمدردی کے ریزولیوشن بھیجے۔ لجنہ اماء اللہ قادیان نے بھی اپنی ایک ممبر کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہمدردی کا ثبوت دیا۔ مخلصین نے مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا۔ اور پسماندگان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ میں ان تمام دوستوں کی ہمدردی اور محبت کا تہ دل سے شکر گذار ہوں اور ان کے حق میں دعا گو۔ میں بیرونی احباب کے خطوط کا فرداً فرداً جواب دے رہا ہوں۔ مگر خدا تعالےٰ کے اس فضل اور انعام کا ذکر بھی ازبس ضروری ہے۔ کہ کس طرح اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر مختلف بلاد اور مختلف قوموں کے لوگوں کو "جسد واحد" کی طرح بنا دیا۔ کہ ایک کی تکلیف پر سب رنج محسوس کرتے ہیں۔ آج دنیا بھر میں صرف ایک احمدی جماعت ہے۔ جو حقیقی طور پر فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً کی مصداق ہے۔ اور یہ بات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر زبردست دلیل ہے۔ سچ ہے سہ وفی کل شیٍٔ لہ اٰیۃ۔ تدل علیٰ انہ صادق

مرحومہ کی تاریخ وفات "دخلت جنات ربھا" (وہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگئی) نکلی ہے؛ خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر

ہائی سکول کی طرف سے دعوت کے موقعہ پر

مبلغین کے آنے اور جانے کے موقعہ کی تقریبات کا فائدہ

دین کی خدمت خدا کے لئے کرو نہ کہ بندوں کے لئے

حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کی طرف سے جو دعوت چاء دی گئی۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

(ایڈیٹر)

انسانی دماغ کی بناوٹ

اس قسم کی ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالےٰ نے ہزاروں نہیں۔ لاکھوں قسم کی نہریں چلائی ہوئی ہیں۔ وہ ایک جنت ہے۔ اور اس آنے والی

جنت کا نقشہ

ہے۔ جس کا مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور جس کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ جیسے نہریں ایک خاص رنگ میں چلتی ہیں۔ پانی برستا تو سب جگہ ہے مگر جہاں ڈھلوان دیکھتا ہے۔ ادھر جمع ہو کر چلا جاتا ہے۔ اور اس طرح نالا پانی سے لبریز ہو کر بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح

انسانی خیالات کی رَو

کا حال ہوتا ہے۔ ہر قسم کی قابلیت انسان کے دماغ میں ہوتی ہے۔ ہر قسم کے مضامین دماغ میں موجود ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے جذبات کا بیج اس میں رکھا ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح گویا کسی نظم کے متعلق خاص تان اٹھاتا ہے۔ اور نظم کے الفاظ اسی تان کے مطابق چلتے ہیں۔ اسی طرح

ماحول کے اثرات

کے ماتحت انسانی دماغ اپنے اندر ایک اثر قبول کرتا ہے۔ اس وقت اس کے لئے ایک ڈھلوان پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خیالات ایک رو میں ادھر بہنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ اور بارش ہو جاتی ہے۔ اور وہ لیتے ہوئے اور ڈھلوان تجویز کر لیتی ہے۔ پھر خیالات اس طرف بہنے لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

کوئی انسان

خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہو۔ کبھی کسی ایک مجلس میں بیٹھ کر اپنے سارے علوم اور سارے خیالات ظاہر نہیں کر سکتا۔ اس کے دماغ میں سارا علم موجود ہوتا ہے۔ مگر اس کے لئے اس علم کا پکڑنا مشکل ہوتا ہے۔ جیسے ایک نہر میں بہتا ہوا انسان دوسری نہر میں بہتی ہوئی چیز کو پکڑ نہیں سکتا یہی حال انسان کا ہوتا ہے۔ خیالات کی ایک نہر میں بہتے ہوئے وہ دوسرے خیالات تک نہیں پہونچ سکتا۔ یہ بات سمجھنے کے لئے قرآن کریم کو ہی لے لو۔ خدا تعالےٰ نے ہم میں سے بہتوں کو اس کا علم دیا ہے۔ مگر یہ کہ کوئی شخص

قرآن کے سارے مطالب

کسی ایک درس میں بیان کر دے۔ یہ ناممکن ہے۔ ہم خواہ کتنا زور لگائیں پھر بھی ماحول سے متاثر ہو کر ایک ہی نہر میں بہتے رہیں گے۔ اور وہی معارف بیان کر سکیں گے۔ جو اس ماحول سے تعلق رکھیں گے۔ ہم بے شک موتی اور مرجان نکالیں گے۔ مگر اسی نہر میں سے۔ جس میں بہ رہے ہونگے۔ دوسری نہروں تک ہماری رسائی نہ ہوگی۔ گو

دوسرے معارف و حقائق

بھی دماغ میں موجود ہونگے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک انسان ایک وقت ایک مضمون بیان کرتا ہے۔ اور وہی دوسرے وقت دوسرا اور تیسرے وقت ان دونوں سے الگ اور بیان کرتا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ اس نے یہ ارادہ کیا ہوتا ہے۔ کہ فلاں وقت فلاں مضمون بیان کروں گا۔ اور فلاں وقت فلاں۔ بلکہ جس وقت وہ بیان کرتا ہے۔ اس کے مطابق جو رَو اس کے دماغ میں چلتی ہے۔ اس کے لحاظ سے بیان کرتا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک مضمون جس وقت بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اس وقت قطعاً اسے یاد نہیں ہوتا۔ کہ اس نے ان آیات کے کسی وقت اور معنی بھی بیان کئے تھے۔ یہی حال مضمون نویس کا ہوتا ہے۔ وہ بھی ماحول کے اثرات سے متاثر ہو کر مضمون لکھتا ہے۔ اور جدھر اس وقت اس کے دماغ کی رو چلتی ہے۔ ادھر ہی وہ بہتا ہے۔:۔

یہ مادہ جو خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے

بطور رحمت

ہے۔ اول اس لئے کہ اگر انسان کے سامنے اس کے سارے خیالات اس کے سارے علوم۔ اس کی ساری کیفیات اس کے سارے جذبات

ایک ہی وقت میں

آتے۔ تو وہ پاگل ہو جاتا۔ اور اس کی وہی مثال ہوتی۔ جیسا کہ کہا گیا ہے

؎ شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

کیونکہ انسان کے دل پر غم اور خوشی۔ حسرت اور محبت۔ امیدوں اور امنگوں کے اثرات مختلف پڑتے ہیں۔ جب ایک وقت خوشی کا اثر پڑتا ہے تو اس سے انسان لطف محسوس کرتا ہے۔ اور جب دوسرے وقت غمی کا اثر پڑتا ہے۔ تو غم محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اثرات سے مختلف اوقات میں اثر پذیر ہوتا ہے۔ لیکن اگر یہ ساری کی ساری کیفیتیں ایک دفعہ پیدا ہو جائیں۔ تو

دماغ پاش پاش ہو جائے

انسان کو بیسیوں قسم کے رنج اور تکالیف پہونچتی ہیں۔ اگر ان سب کے اثرات دماغ پر قائم رہیں۔ تو دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اسی طرح کئی رنگ کی خوشیاں اسے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر خوشی ہی خوشی رہے تو بھی انسان نکما ہو جائے۔ کیونکہ اگر خوشی اور مسرت کے جذبات ہر وقت مسلط رہیں۔ تو وقار اور سنجیدگی مٹ جائے۔ اور اگر غم ہر وقت رہے۔ تو امید اور امنگ کا مادہ باقی نہ رہے۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے دماغ کو

سینما کے فلم کی طرح

بنایا ہے۔ جس طرح فلم میں سارا واقعہ محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن لوگوں کے سامنے ایک ایک حصہ آتا ہے۔ اسی طرح دماغ میں سب کچھ ہوتا تو ہے لیکن آنکھوں کے سامنے موقعہ اور محل کے مناسب ایک ایک ٹکڑا آتا ہے اس وجہ سے جب اسے ناگوار حالات کا سامنا ہوتا ہے۔ تو وہ رنج محسوس کرتا ہے۔ اور جب خوشگوار حالات میں سے گذرتا ہے۔ تو خوشی حاصل کرتا ہے اور اس طرح اس کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ ایک وقت اس پر خوشی کی حالت آتی ہے۔ اور دوسرے وقت رنج کی۔ اور یہ باری باری آتی ہے۔ جو ایک وقت انسان کو ناخوش کر دیتی ہے۔ تو دوسرے وقت اسے خوشی پہونچا دیتی ہے:۔

دوسرا فائدہ

یہ ہے۔ کہ جب انسان پر مشکلات آتی ہیں۔ تو اس کے حوصلہ کو بلند اور اس کی ہمت میں پختگی پیدا کرتی ہیں۔ اور جب خوشی کی حالت آتی ہے۔ تو انسان میں امنگ اور امید پیدا کرتی ہے:۔

تیسرا فائدہ

ہم اس سے یہ اٹھاتے ہیں۔ کہ ہم اس رو میں بہ جانے سے دوسرے کے اثرات قبول کر لیتے ہیں۔ اگر ہر چیز ہمارے اندر سے ہی پیدا ہوتی۔ تو دوسروں کی طرف ہم متوجہ نہ ہوتے۔ یہ جو خدا تعالےٰ نے رکھا ہے۔ کہ ہم دوسرے کی رو میں بہ جائیں۔ تو ہم

دوسرے کی رو میں بہ کر

اپنے لئے اچھے حالات پیدا کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کئی ایسے لوگ جو دین سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ لیکن جب ایک ایسی مجلس میں جاتے ہیں

جہاں دین کا تذکرہ ہو رہا ہوتا ہے - تو

دین کی محبت

سے ان کے دل بھر جاتے ہیں - اور وُہ یُوں محسُوس کرتے ہیں - کہ دین کی خدمت کے لئے ساری عمر آمادہ رہے ہیں ٭

میں سمجھتا ہُوں

ہمارے مبلغوں کا آنا اور جانا

اس قسم کی کیفیات پیدا کرنے میں بہت ممد اور معاون ہوتا ہے - ان کا وہ کام جو عملی میدان میں کرکے آتے ہیں - وُہ تو مفید ہوتا ہی ہے - لیکن جب وُہ جاتے ہیں - تو بھی اور جب آتے ہیں - تو بھی ایک رَو پیدا کر دیتے ہیں - اور یہ اپنی ذات میں خود سبق ہے - جب کوئی مبلغ کسی دوسرے ملک میں تبلیغ کے لئے جاتا ہے - تو

بیسیوں طالب علم

جن کی دین سے بے رغبتی کے متعلق ان کے سرپرستوں کو شکایتیں ہوتی ہیں - ان کی آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں - ان کے دل کی حرکت تیز ہو جاتی ہے ان کے ہونٹ کانپنے لگتے ہیں - ان کے چہرے تمتمانے لگ جاتے ہیں - اور صاف معلوم ہوتا ہے - کہ وُہ بھی اسی میدان میں جانے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں - جس میں مبلغ جا رہا ہے - بعد میں چاہے ان کی حالت بدل جائے - مگر ان کے

قلوب پر اپنا گہرا اثر

چھوڑ جاتی ہے - اور کسی نقش کا مٹانا خدا تعالےٰ ہی کا کام ہے - کوئی اور نہیں مٹا سکتا - اسی لئے خدا تعالےٰ نے یہ دُعا سکھائی ہے کفّر عنا سیّئاتنا - پرانی کی نقش کو خُدا ہی مٹا سکتا ہے - ورنہ انسان جتنا مٹائے گا - نقش اتنا ہی گہرا ہوتا جائے گا - اور اس کی مثال ایک

دلدل میں

پھنسے ہُوئے انسان کی سی ہوگی - جو باہر نکلنے کے لئے جتنا زور لگاتا ہے اتنا ہی دھنستا جاتا ہے - کیونکہ باہر نکلنے کے لئے ٹیک کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے جب وُہ ایک پاؤں کی ٹیک لے کر باہر نکلنا چاہیگا - اور اس پر زیادہ زور ڈالیگا - تو وُہ پاؤں زیادہ دھنس جائے گا - پس جو یہ کوشش کرتا ہے - کہ کسی چیز کو بھلا دوں - وُہ گویا اس بات کی کوشش کرتا ہے - کہ اسے زیادہ یاد رکھوں - غرض

کسی چیز کو مٹانا

انسان کی طاقت میں نہیں ہے - بعض لوگ کہا کرتے ہیں - میں کوشش کر رہا ہوں - کہ فلاں بات بھلا دوں - مگر جو ایسا کرتے ہیں - وہ اور زیادہ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں - کیونکہ درحقیقت کسی چیز کا مٹانا انسان کے اختیار میں نہیں ہے - انسان کسی بات کو مٹاتا نہیں - بلکہ اپنی توجہ اور طرف مشغول کر لیتا ہے - لیکن اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے - کہ اثرات کو مٹائے - اور ایک جذبہ کے ساتھ ساتھ دوسرا جذبہ نہ آنے دے - پس دوسرے کاموں میں پڑنے کی وجہ سے ایک جذبہ اوجھل ہو جاتا ہے مگر مٹتا نہیں ٭

اسی طرح جب کوئی مبلغ آتا ہے - تو

ایک خاص جذبہ

اور ایک نئی رو پیدا ہو جاتی ہے - جتنی دیر استقبال میں - دعوتوں اور مجلسوں میں لگتی ہے - اس میں ہر نوجوان کے دل میں یہ خیال موجزن رہتا ہے - کہ ایک وقت میں نے بھی

خدمت دین کرنے کا عہد

کیا تھا - مگر میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی - اب ضرور کروں گا - اسطرح نئے سرے سے رَو پیدا ہو جاتی ہے - جب اس پر کچھ عرصہ گذرتا ہے تو پھر دَب جاتی ہے - مگر مٹتی نہیں - اور جب ایسا ہی وقت آتا ہے - تو تازہ ہو جاتی ہے - پس ایسی مجالس سلسلہ کے لئے

بہت مفید

ہیں - اسی خیال سے میں ان میں شامل ہوتا ہوں - ورنہ مبلغ کے آنے اور جانے کی تقریبوں میں اتنا وقت لگ جاتا ہے - کہ اگر اس قسم کا فائدہ نہ ہو - تو گویا اسوقت کو ضائع کرنا ہے - میں ان مجالس میں اس لئے آتا ہوں - کہ ان میں چائے اور کھانے کا سوال نہیں - بلکہ

نوجوانوں کے قلوب

پر دین کے لئے قربانی کرنیکا نقش پیدا کرنے کا سوال ہے - اور یہ ایک عظیم الشان کام ہے - ایسا نقش جن کے قلوب پر جم جائیگا - وہ آج نہیں تو کل کل نہیں پرسوں - پرسوں نہیں تو کسی نہ کسی وقت ضرور ظاہر ہوگا -

زندہ قوموں میں

بہادری اور جوانمردی کے آثار اسی لئے قائم رکھے جاتے ہیں - کہ ان سے نوجوانوں میں بہادری پیدا ہوتی ہے - انگلستان کی قوم تاجر قوم ہے - اور اسکے نزدیک جان بہت پیاری ہے - مگر جنگ کے وقت دیکھو کس طرح دیوانہ وار نکل کھڑی ہوتی ہے - اسکی وجہ یہی ہے - کہ ملک اور قوم کی عزت کی حفاظت کے کام کو بہت اہم سمجھا جاتا اور اس کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کی جاتی ہے - میں

طالب علموں سے

کہتا ہوں - جو شخص کسی بات کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے - جب وہ یاد رہتی ہے تو جسے یاد رکھنے کی کوشش کی جائے - وہ کیوں نہ یاد رہیگی - پس مبلغین کے آنے اور جانے کے موقعہ پر خدمت دین کی جو رَو ان میں پیدا ہوتی ہے - اسے قائم رکھنا چاہیئے - اور سمجھنا چاہیئے - کہ خدمت دین کسی انسان کے لئے نہیں - بلکہ خدا تعالےٰ کیلئے ہوتی ہے - بہت لوگ ہیں - جو کوئی خدمت کرتے ہیں تو بعد میں امید رکھتے ہیں - کہ لوگوں کی طرف سے ان کی

خدمت کا اعتراف

ہوگا - اور اگر جس طرح کا اعتراف وہ چاہتے ہوں - ویسا نہ ہو تو شکوے کرتے ہیں - اگر وہ خیال کریں - کہ لوگ دیانتداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ جسقدر ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اتنا ہی ہونا چاہیئے - اس سے زیادہ نہیں - تو انہیں ٹھوکر نہ لگے - وہ سمجھ لیں جسنے جس رنگ میں اعتراف کیا یا بالکل نہ کیا - اسکی سمجھ میں ایسا ہی آیا - اگر کوئی واقعہ میں سمجھتا ہو - کہ فلاں نے کوئی دین کی خدمت نہیں کی - یا جو کچھ اس نے کیا - اس میں نقص رہ گیا - اور اس کی تکمیل کی ضرورت ہے - تو کیا اس سے یہ امید رکھی جاسکتی ہے - کہ وہ

جھوٹے طور پر

اس کی خدمت کا اعتراف کرے - یہ اپنے بھائیوں کے متعلق بدظنی ہے - اسے سمجھنا چاہیئے - اگر کوئی خدمات کا اعتراف نہیں کرتا - تو دیانت داری سے نہیں کرتا - لیکن جب وہ سمجھتا ہے - کہ ایسا کرنا - شرارت ہے - یا

شرارت کا نتیجہ

ہے - تو ٹھوکر کھاتا ہے - میں کہتا ہوں - لوگوں سے دینی خدمات کے اعتراف کرانے کا سوال پیدا ہونا

اللہ تعالےٰ پر اور خود اپنے نفس پر بدظنی

ہے - خدا تعالےٰ پر تو اس لئے - کہ جو خدا کے لئے خدمت کرتا ہے خدا اس کی خدمت کا اعتراف کرتا ہے - اور خواہ ساری دنیا اسے مٹانا چاہے - وہ مٹ نہیں سکتا - لوگ اسے پیچھے رکھنا چاہیں - تو خدا تعالےٰ خود اسے آگے لاتا ہے - لوگ اسے گمنامی کے گڑھے میں پھینکنا چاہیں - تو خدا تعالےٰ

شہرت کے آسمان پر

پہنچاتا ہے - لیکن جو خدا تعالےٰ پر بدظنی کرکے اپنے آپ کو خود بڑھانا چاہتا ہے - وہ کبھی نہیں بڑھتا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - جو شخص خود کوئی عہدہ طلب کرے - اسے مت دو - تو یہ سمجھنا - کہ خدمات کا اعتراف نہیں ہوا - خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے اور پھر اپنے نفس پر - جو خدا تعالےٰ کے لئے خدمت کرنے کے لئے نکلا - اسے اپنی خدمات کا اعتراف اللہ سے طلب کرنا چاہیئے اور ضروری نہیں - کہ خدا تعالےٰ اپنا اعتراف

بندوں کی زبان سے

ہی کرائے - بلکہ وہ اپنا اعتراف اپنی وحی - اپنی نصرت اور اپنی تائید سے ظاہر کرنے لگتا ہے - انسان کو اپنے نفس پر غور کرنا چاہیئے - کہ اللہ تعالیٰ اس سے کیا سلوک کر رہا ہے - اگر اللہ تعالیٰ اپنی محبت اپنے کلام اور اپنی تائید سے اسے مشرف کرتا ہے - تو اس سے بڑھکر شرم کی کیا بات ہوگی - کہ وہ سمجھے - یہ سب کچھ تو ہیچ ہے - مجھے

بندوں کی تعریف

چاہیئے - اگر کسی کی تعریف خدا تعالےٰ کے ہاں نہیں ہوتی - تو بندوں کی تعریف اسے کیا فائدہ دے سکتی ہے - بندے غلط اور بے وجہ بھی تعریف کرنے لگتے ہیں - مگر خدا تعالےٰ کو دھوکہ نہیں لگ سکتا - خدا تعالےٰ وہی تعریف کرتا ہے - جو اسے نظر آتی ہے اگر خدا تعالےٰ کسی سے خاص سلوک نہیں کرتا - اس پر اپنی نصرت نازل نہیں کرتا - اس کے قلب میں اطمینان اور سکینت پیدا نہیں

کرتا تو وہ سمجھے

خدا کے حضور

اسکی خدمات مقبول نہیں ہوئیں۔ جب وہاں مقبول نہیں ہوئیں۔ تو دنیا کی مقبولیتیں تو وہاں سے ہی نازل ہوا کرتی ہیں۔ وہ کس طرح نازل ہوں۔

ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بعض لوگوں کی کوشش ہوتی تھی۔ کہ

دوسروں کے رستہ میں روکیں

ڈالیں۔ اور انہیں کوئی کام نہ کرنے دیں۔ اور اگر کچھ کریں۔ تو اس پر اعتراض کئے جائیں۔ اس وقت جبکسے سپرد کوئی کام کرنے کا سوال ہوتا۔ تو وہ کہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کی ہتک ہے کہ اس سے کوئی کام کرایا جائے۔ اور ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن دوسرے موقعہ پر وہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کے پاس جا کر کہتے۔ یہ کوئی کام نہیں کرتے۔ ایسی حالت تھی۔ جس میں سے ہمیں گذرنا پڑا۔ مگر اس زمانہ میں ہیں نے دیکھا۔

کوئی ہفتہ خالی نہ جاتا

کہ خدا تعالیٰ غیب کی خبریں نہ بتاتا۔ اور بشارتیں نازل نہ کرتا۔ میں اپنے دوستوں سے بیان کرتا۔ اور پوری ہوتیں۔ تو خدا تعالیٰ پر جو نظر رکھتا ہے خدا اس کی

تائید اور نصرت

کرتا ہے۔ کبھی علوم کے ذریعہ۔ کبھی بشارتوں کے ذریعہ۔ کبھی فضلوں کے ذریعہ۔ میں نے کبھی باقاعدہ علم نہ پڑھا۔ لیکن جب میں حج کو جانے لگا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔ اور علیحدگی میں فرمایا۔ دیکھو میاں۔ زندگی کا اعتبار نہیں۔ پتہ نہیں۔ تمہارے واپس آنے تک میں زندہ رہوں۔ یا نہ رہوں اس لئے تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ تم میرے شاگرد ہو۔ مگر

میں بھی تمہارا شاگرد ہوں۔

تمہارے خطبوں اور تقریروں سے میں نے قرآن کریم کی کئی آیتوں کے معنے سیکھے۔ اور وہ مجھے بہت پسند آئے۔ غور کرو۔ ایک طالب علم کے لئے اس سے بڑھکر کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ کہ اسکے استاد نے بھی اس کے علم سے فائدہ اٹھایا۔ یہ ایک

بہترین انعام

ہے۔ جو شاگرد کو استاد کی طرف سے حاصل ہو سکتا ہے۔

تو جب انسان خدا کے لئے خدمت کرتا ہے۔ اور اسکی خدمت کی بنیاد روحانیت پر ہوتی ہے۔ تو وہ ناکام نہیں رہتا۔ لیکن جب کوئی انسانوں پر نظر رکھتا ہے۔ تو وہ

کامیابی سے محروم

رہتا ہے۔ انسان دراصل خدا کی بانسری ہوتا ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے۔ بجاتا ہے۔ لیکن جس انسان میں روحانیت نہ ہو۔ وہ ٹوٹی ہوئی بانسری کے مانند ہوتا ہے۔ تو

خدمت دین کی خواہش

روحانیت پر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح کبھی انسان مایوس نہیں ہوتا۔ دنیا میں

سب سے زیادہ دقتیں

انہیں پیش آتی ہیں۔ جنہیں سب سے زیادہ لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ میں

اپنا تجربہ

بتاتا ہوں ایک شخص آتا ہے۔ اور شکایت کرتا ہے۔ فلاں نے مجھ سے یہ سلوک کیا ہے۔ ہم اسے تنبیہ کرتے ہیں۔ مگر اس سے شکایت کرنے والے کی تسلی نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتا ہے۔ پوری سزا نہیں دی گئی۔ اور جسے سزا دیجاتی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ مجھ پر ظلم کیا گیا۔ ناحق سزا دیدی گئی۔ معمولی سی بات پر اتنی سختی کی گئی۔ گویا دونوں شکوہ کرتے ہیں۔ تو جس شخص کے جتنے تعلقات وسیع ہوتے ہیں۔ اتنا ہی وہ زیادہ لوگوں کے نزدیک زیر الزام ہوتا ہے۔ اس صورت میں اگر اللہ تعالےٰ کی نصرت اور تائید نہ ہو۔ تو

دیانتدار آدمی

ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ ایک انسان جو پوری دیانتداری سے کام کرے۔ اور اس کا ملجاد ماوا انسان ہی ہوں۔ وہ جس کی تائید کرے۔ وہ بھی ناراض ہو۔ اور جسے اس کے فعل کی سزا دے۔ وہ بھی غصہ کا اظہار کرے۔ تو ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکے۔ سوائے اسکے کہ حکومت کا رنگ ہو۔ وہ سمجھے۔ جو مخالفت کریگا۔ اسے کچل دیا جائیگا۔ مگر اس طرح اسے

اخلاقی موت

قبول کرنا پڑیگی۔ اخلاقی حیات کو قائم رکھتے ہوئے زندہ نہیں رہ سکتا سوائے اسکے جس کی نظر خدا پر ہو۔ اور جس پر خدا تعالیٰ اپنی تائید اور نصرت نازل کرے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ جس کے لئے میں نے کام کیا۔ جب وہ خوش ہے۔ تو مجھے کسی اور کی کیا پرواہ ہے۔

تو دین کے لئے قربانی کرنے کا خیال

ہمیشہ یاد رکھنے والا خیال

ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہب کے لئے جو قربانی کی جائے۔ وہ اپنا بدلہ خدا تعالےٰ سے لاتی ہے۔ تم اپنے اندر

روحانیت پیدا کرو

آگے اس کے نتائج تمہیں خود حاصل ہو جائینگے۔ روحانی درجے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض انسانوں کو خدا تعالیٰ اس قابل سمجھتا ہے۔ کہ دنیا میں ان کی قبولیت ہو۔ ایسے لوگوں کی قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فیوضع لہ القبول فی الارض۔

دوسرا درجہ یہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں قبولیت نہیں پھیلاتا۔ مگر

اپنی رحمت کے دروازے

کھولدیتا ہے۔ ایسا انسان ولایت الٰہی کے اثرات محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ اس طرح بھی وہ سمجھتا ہے۔ ناکام نہیں رہا۔ کیونکہ وہ خدا کے فضل اور نوازش اپنے اوپر نازل ہوتا دیکھ لیتا ہے۔

پس دین کی خدمت کرنا اور قربانی کے لئے تیار رہنا بہت بڑی بات ہے۔ مگر اس سے بھی بڑی بات یہ ہے۔ کہ

خدمت اور قربانی خدا کے لئے ہو

بندوں کے لئے نہ ہو۔ اور جب خدا کے لئے ہوگی۔ تو انسان کی نگاہ روحانیت پر ہوگی۔ اور وہ کامیاب ہو جائیگا۔ لیکن جو دنیا پر نظر رکھتا ہے۔ اس کی نگاہ مادیات پر ہوتی ہے۔ اس پر خدا کے فیوض نازل نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ دنیا کے لئے مفید ہوتا ہے۔ لیکن روحانیت پر اپنی خدمات کی جو بنیاد رکھتا ہے۔ اسے یا تو دنیا میں بھی قبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یا صرف خدا کی رحمتوں اور برکتوں کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے۔ پس خدمت اسلام کے ساتھ ساتھ یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل مقصد

اللہ تعالےٰ کی برکات

حاصل کرنا ہے۔ اگر وہ حاصل ہو رہی ہوں۔ تو سمجھو۔ کہ قبولیت حاصل ہو گئی۔ اور اگر وہ حاصل نہیں ہوئیں۔ تو پھر بندے کیا دے سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے

سب سے بڑھکر دین کی خدمت

کی۔ مگر غور کرو۔ مخالفین میں سے کتنوں نے آپ کی باتوں کو قبول کیا۔ لاکھوں میں سے ایک نے بھی قبول نہیں کیا۔ مگر کوئی ہے جو یہ کہہ سکے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دینی خدمات خدا تعالےٰ نے رد کر دیں۔ خدا نے آپ کی خدمات کو قبول کیا چنانچہ فرمایا۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔" لوگ قبول کریں یا نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اس سے کیا۔ کیونکہ جس نے آپ کو بھیجا تھا۔ اس نے قبول کر لیا۔

پس جو شخص خدا کے لئے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اس کی

بنیاد روحانیت پر

ہوتی ہے۔ اور اس کی روحانیت ترقی کرتی جاتی ہے۔ لیکن جو لوگوں پر نظر رکھتا ہے۔ اسے روحانیت حاصل نہیں ہوتی۔ دنیا ہی دنیا اس کے لئے رہ جاتی ہے۔ مگر جنہیں روحانیت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک دنیا کی کامیابی اور عزت تماشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ پس یاد رکھو۔ جب تک

اللہ تعالےٰ کا ہاتھ

ساتھ نہ ہو۔ کوئی خوشی خوشی نہیں بن سکتی۔ اس لئے خدا پر ہی نظر ہونی چاہیئے۔

غرض زندگی کو قربانی کی یاد سے تازہ رکھو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ

حقیقی قربانی

اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ہو۔ اور یہ دیکھو۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تمہیں کتنا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام لکھتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ خدا کو چھوڑ دو۔ مگر میں کس طرح چھوڑ دوں۔ جب ساری دنیا سوتی ہے۔ اور عزیز سے عزیز بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالےٰ ہی تسلی دیتا اور مدد کرتا ہے۔

تو دنیا اگر

ساری کی ساری

بھی مخالف ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل نازل ہوتا ہو۔ اور وہ اپنی گود میں اٹھاتا ہو۔ تو بتاؤ۔ ایسے انسان کو دنیا کی کونسی خواہش باقی رہ جاتی ہے۔ ہاں یہ رنج ہوتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ کیوں خدا سے دور اور اس کے فضلوں سے محروم ہیں۔ یہی غم انبیاء کو ہوتا ہے۔ کہ لوگ ہدایت کیوں نہیں پاتے۔

میں مبلغوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کے مدنظر ہمیشہ روحانیت ہونی چاہیئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ کئی کی نظروں سے یہ پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ

ظاہری تعریفوں پر نظر

رکھتے ہیں۔ انہیں یہ خواہش نہیں ہوتی۔ کہ خدا سے تعلق پیدا کریں۔ اس کے فضل کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیں۔ اس لئے وہ خدا کے فیوض سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ ہمارے دل میں روحانیت حاصل کرنے کیلئے درد پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہمارے لئے

کھڑکی نہیں کھلتی

لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ ان کے سوز اور جلن میں کمی ہوتی ہے۔ اگر وہ سچے طور پر سوز پیدا کریں۔ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی ان کے دل میں ایسی تڑپ پیدا ہو جائے جیسی کسی محبوب ترین دنیاوی چیز کی ہوتی ہے۔ تو ابھی ۲۴ گھنٹے نہ گذرنے پائیں۔ کہ خدا کا فضل کسی نہ کسی رنگ میں ان پر نازل ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

رات کا فاقہ

اچھا نہیں ہوتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے۔ خدا تعالےٰ نے ظاہر اور باطن میں ایک تعلق اور مطابقت رکھی ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ خدا تعالےٰ بھی اپنے بندہ کو رات کا فاقہ نہیں دیتا جس طرح ماں پسند نہیں کرتی۔ کہ اس کا بچہ رات کو بھوکا سوئے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کا بندہ

روحانی طور پر بھوکا

سوئے۔ جب تک اس کے سوز پر محبت کی پٹی لگا کر اسے آرام نہ پہونچائے اسے سونے نہیں دیتا۔ پس قربانی کے ساتھ اس چیز کو بھی مدنظر رکھو اسی سے کام میں برکت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالےٰ کے فیوض نازل ہوتے ہیں۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ...

قرآن میں امتی نبی

جب سے حضرت انسان نے دنیا میں قدم رکھا ہے۔ تب سے خداوند کریم کی یہ سنت جاری ہے۔ کہ انسانوں کی ہدایت اور رہبری کیلئے وہ انبیاء اور رسل بھیجتا رہتا ہے۔ اور ان کی شناخت کے لئے مختلف اقسام کی آیات یعنی نشانات ظاہر فرماتا رہتا ہے۔ بعض نشانات جملہ انبیاء کے لئے مشترکہ ہوتے ہیں۔ اور بعض کسی خاص نبی کے لئے خاص ہوتے ہیں۔ بعض زمینی ہوتے ہیں۔ اور بعض آسمانی ہوتے ہیں اور جیسا کہ لفظ آیت یا نشان سے ظاہر ہے۔ ان نشانوں کے اندر ایسے دلائل اور برہان ہوتے ہیں جن سے اس نبی کی جس کے لئے وہ نشانات ہوں۔ شناخت ہوتی ہے۔

دنیا میں ہم اپنے روزمرہ کے معاملات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی شخص ہم سے کسی چیز کا نشان پوچھتا ہے۔ تو ہم اسے اس چیز کی وہ امتیازی نشانیاں بتاتے ہیں۔ جو دوسری اشیا میں نہیں پائی جاتیں۔ تاکہ سائل کو اس چیز کی شناخت میں غلطی نہ لگے۔ اور وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے صرف اسی چیز کو معلوم کر لے جس کے متعلق وہ سوال کرتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح جب خداوند کریم کسی خاص نبی یا رسول کا کوئی خاص نشان مقرر فرماتا ہے۔ تو اس نشان میں بھی کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے۔ جو اسی نبی یا رسول میں پائی جائے۔ اور اس کے غیر میں نہ پائی جائے۔ کیونکہ خداوند کریم کی ذات اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع ہے۔ کہ وہ کوئی بے معنی نشان کسی نبی کا مقرر فرمائے۔ جس میں سوائے اس کے کہ وہ اس نبی کے زمانے میں ظاہر ہو۔ اور کوئی خصوصیت اس میں ایسی نہ ہو جو اس نبی کی کسی خصوصیت کو ظاہر کرے۔

شق القمر کا معجزہ جو آسمانی نشان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس میں وہ نشان تھا۔ کہ جو اور کسی نبی میں نہیں پایا جاتا اس میں اس قوم کیلئے جس کا نشان قمر تھا۔ زوال اور مسلمانوں کے لئے فتح مضمر تھی۔ اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے بدر کی لڑائی میں فتح دی جبکہ مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور کفار کی بہت زیادہ۔ اور دوسری فتح پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چودھویں صدی میں نصیب ہوئی۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم نے ظاہر ہو کر اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کرنے کا موقع دیا۔

میں مختلف نشانات پر جو مختلف انبیاء کے لئے ظاہر ہوئے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ صرف ایک خاص نشان کو لینا چاہتا ہوں۔ جو ہمارے اس زمانہ میں آسمان پر نمودار ہوا۔ وہ نشان وہ ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی سورہ قیامہ کی آیت وجمع الشمس والقمر میں ہے۔ اور جو حدیثوں میں اس طرح مذکور ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود کے زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان شریف کے مہینے میں گرہن لگیگا۔ یہ نشان ہمارے زمانہ میں ظاہر ہوا۔ اور وہ ذات بابرکات جس کے لئے یہ نشان تھا۔ ظاہر ہوئی۔ اور اپنا کام کر کے اپنے خالق اور مولیٰ کریم سے جا ملی۔ لیکن بہت تھوڑے ہیں۔ جنہوں نے اس نشان سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس نشان کی خصوصیت پر غور کر کے اس میں اس خدا کے پہلوان جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خاص نشان کا مطالعہ کیا۔ جو شخص اس نشان پر ذرا بھی غور کرے گا۔ اسے قرآن شریف کے کلام اللہ ہونے میں ذرا شک نہیں رہیگا۔ اور اس کو حلاوت ایمان حاصل ہوگی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شریف کے مہینے میں نبوت کا خلعت پہنایا گیا۔ اسی طرح دوبارہ وہ اپنے بروز کے ذریعہ سے نبوت کا جامہ پہنینگے اور اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کو بھی صحابہ کا جامہ پہننے کا موقع بخشیں گے۔ اس وقت آپ کا ظہور شمس اور قمر دونوں کا مجموعہ ہوگا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے امتی فتدبروا یا ایھا الناس لعلکم تھتدون :۔

(خانصاحب حافظ چودہری) نعمت خاں از دہلی

... ہو سکتا ہے۔ اور جس کے ساتھ اللہ ہو۔ اسے

بندوں کی کیا پرواہ

ہو سکتی ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ ہر ایک سے تو یہ امید کرنا مشکل ہے۔ کہ وہ ہر بات قبول کر لیگا۔ مگر جنہیں روحانیت اور خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ ہے۔ ان سے امید ہے۔ کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

ساری برکتیں

اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہیں۔ انہیں اپنے اندر خدا تعالےٰ کی محبت تڑپ اور بے چینی یہاں تک پیدا کرنی چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ کا فضل انہیں ڈھانپ لے۔ اور فیوض کے دروازے ان کے لئے کھل جائیں۔ یہ صرف مبلغوں کیلئے ہی نہیں۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے ہے۔ خواہ وہ کوئی کام کر رہا ہو کیونکہ ہماری **زندگی کا اصل مقصد** یہی ہے:۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت

مندرجہ ذیل احباب کرام کے اسماء گرامی کی فہرست جنہوں نے ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ شکریہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب اصحاب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور دوسرے اصحاب کو بھی اشاعت اسلام کے لئے بیش از پیش قربانی کرنے کی توفیق دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں ایسے اصحاب کو خوشخبری دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔ اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے موقع ہے۔ کہ اپنے جوہر دکھلائیں۔ اور خدا سے خاص انعام پاویں"۔

"خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں۔ اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلا شبہ اس نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں۔ کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ ماہ دسمبر میں وصیت کرنے والے مخلصین کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر محمد اشرف صاحب سب اسسٹنٹ سرجن بابل گنج۔
(۲) حمیدہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر نور الدین صاحب دھنی دیو۔
(۳) محمد الدین صاحب آڑہ ضلع گجرات۔
(۴) محمد اکرم صاحب خود پور ضلع لاہور۔
(۵) شیخ محمد انور صاحب موہو وال۔ ضلع لاہور۔
(۶) ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دھلی۔
(۷) غلام رسول صاحب موضع بھینا دیدار سنگھ ضلع سیالکوٹ۔
(۸) فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ میاں محمد عیسیٰ صاحب زیرہ ضلع فیروزپور۔
(۹) نور بی بی زوجہ چودھری نواب الدین صاحب ساکن چاہ جھنجووالہ ضلع لاہور۔
(۱۰) سردار حق نواز خان صاحب قادیان۔
(۱۱) مریم بی بی صاحبہ زوجہ سردار حق نواز خان صاحب قادیان۔
(۱۲) ماسٹر فضل الٰہی صاحب وزیر آباد۔
(۱۳) قاضی بشیر احمد خان صاحب قادیان۔
(۱۴) ماسٹر حسین خان صاحب قادیان۔
(۱۵) خوشی محمد صاحب قادیان۔
(۱۶) حیات محمد صاحب کوٹ کورڈہ ضلع سیالکوٹ۔
(۱۷) اللہ دتا صاحب جسوکے ضلع گجرات۔
(۱۸) محمد ابراہیم صاحب موضع دولت نگر ضلع گجرات۔
(۱۹) چراغ الدین صاحب چک ۵۵۹ ضلع لائل پور
(۲۰) منشی محمد بخش صاحب حصار۔
(۲۱) حکیم سراج الدین صاحب لاہور۔
(۲۲) علم الدین صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔
(۲۳) فیروز الدین صاحب جوڑہ سنگھ ضلع گورداسپور۔
(۲۴) مراد بخش صاحب رسول پور ضلع لاہور۔
(۲۵) اللہ دتا صاحب رسول پور ضلع لاہور۔
(۲۶) احمد حسین صاحب میران پور ضلع شاہجہان پور۔
(۲۷) محمد عزیز اللہ خان صاحب میران پور ضلع شاہجہان پور۔
(۲۸) محمد علی صاحب بسیجہ ضلع بارہ بنکی۔
(۲۹) حاجی علی محمد صاحب ایم۔ اے سکندر آباد دکن۔
(۳۰) عبدالقادر صاحب صدیقی۔ حیدرآباد دکن۔
(۳۱) شیخ عبدالقادر صاحب حیدرآباد دکن۔
(۳۲) احمد حسین صاحب تیماپور ضلع گلبرگہ۔
(۳۳) عبدالحمید صاحب نوشہرہ چھاؤنی ضلع پشاور۔
(۳۴) روشن الدین صاحب مونگ ضلع گجرات۔
(۳۵) محمد عمر صاحب بھائی ضلع ڈیرہ غازیخان
(۳۶) محمد اعظم صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات۔
(۳۷) ڈاکٹر غلام محمد صاحب چھور نمبر ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ۔
(۳۸) مرزا محمد اشرف صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔
(۳۹) سیدہ بیگم صاحبہ زوجہ خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب جٹ باجوہ ساکن تلونڈی عنایت خان ضلع سیالکوٹ۔
(۴۰) حسن بی بی زوجہ منشی محمد الدین صاحب چندر کے راجپوتان ضلع سیالکوٹ
(۴۱) مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ ریاست بہاولپور۔
(۴۲) نبی بخش صاحب موضع مسن ضلع لاڑکانہ
(۴۳) محمد اشرف صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات۔
(۴۴) جلال الدین صاحب سدو کے ضلع گجرات۔
(۴۵) الہ دین صاحب جسوکے ضلع گجرات۔
(۴۶) سراج الدین صاحب محمود آباد ضلع ملتان۔
(۴۷) قاضی محمد علی صاحب نوشہرہ کلاں ضلع پشاور۔
(۴۸) خواص خان مردان ضلع پشاور۔
(۴۹) عبدالکریم صاحب قادیان۔
(۵۰) عبدالکریم صاحب ولد محمد الدین صاحب بنوں۔
(۵۱) عبدالسمیع صاحب امروہا۔
(۵۲) ولی اللہ خان صاحب شاہ آباد۔ ضلع ہردوئی۔
(۵۳) حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور۔
(۵۴) اللہ بخش صاحب نواں چک ضلع ڈیرہ غازیخان
(۵۵) کرم علی صاحب سکندر آباد دکن۔
(۵۶) شریف بیگم صاحبہ بنت خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب تلونڈی عنایت خان۔
(۵۷) نذیر احمد صاحب دہلی۔
(۵۸) جمعدار عبداللہ خان صاحب دوالمیال ضلع جہلم۔
(۵۹) غلام محمد صاحب فیروزپور۔
(۶۰) ڈاکٹر شفیع احمد صاحب دھلی۔
(۶۱) فقیر محمد صاحب دہلی۔
(۶۲) غلام محمد صاحب چک نمبر ۳۰/۱۱ ضلع منٹگمری۔
(۶۳) فضل الدین صاحب شاہدرہ۔
(۶۴) عبدالعزیز صاحب لاہور۔
(۶۵) محمد عبدالغفور خان صاحب سنور ریاست پٹیالہ۔
(۶۶) صفیہ سلطانہ صاحبہ زوجہ لفٹنٹ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کیمبل پور۔
(۶۷) غلام احمد صاحب ککرالی گجرات۔
(۶۸) میاں خان صاحب ساکن کالس ضلع گجرات۔
(۶۹) اللہ دتا صاحب ساکن تترگڑھی ضلع گجرانوالہ
(۷۰) چودھری فضل احمد صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مدارس کھاریاں ضلع گجرات۔
(۷۱) اللہ بی بی صاحبہ زوجہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قادیان۔
(۷۲) راج بی بی صاحبہ بھاٹیاں ضلع ملتان۔
(۷۳) غلام مرتضےٰ صاحب " "
(۷۴) مسماۃ بیگم بی بی زوجہ میاں خان ساکن کالس ضلع گجرات۔
(۷۵) احمد الدین صاحب رائے پور ضلع سیالکوٹ۔
(۷۶) فضل داد صاحب " "
(۷۷) محمد ابراہیم صاحب سنور۔
(۷۸) مسماۃ رابعہ بی بی زوجہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب چھور ۱۱۷ ضلع شیخوپورہ۔
(۷۹) ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مدارس پنڈی گھیب۔
(۸۰) عباداللہ خان صاحب وکیل دھرمکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور۔
(۸۱) عبدالغنی صاحب قریشی ساکن سیالکوٹ شہر۔

(ناظر بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

سلسلۂ اشتہارات کے متعلق ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا تحریر فرمودہ اشتہار بعنوان "ندائے ایمان ۱" ان احباب کی خدمت میں دفتر دعوۃ و تبلیغ سے روانہ کیا جا رہا ہے جنھوں نے اس کے متعلق آرڈر دیئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اُن احباب کو ان اشتہارات کے متعلق ایک مطبوعہ چِٹھی بھی بھیجی جا رہی ہے جس میں سلسلہ اشتہارات کے متعلق نہایت ضروری ہدایات ہیں۔ چونکہ یہ ہدایات بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریر فرمودہ ہیں۔ اور حضور نے فرمایا ہے۔ ان ہدایات کا ہر ایک جماعت یا فرد کو جو اشتہار طلب کرے علم ہو جانا ضروری ہے۔ اس لئے میں ان احباب کی اطلاع کے لئے شائع کر دیتا ہوں۔ تاکہ جو احباب آیندہ اشتہارات کے متعلق آرڈر دیں۔ وہ ان کو پڑھ کر اور پورے غور کے بعد دیں۔ کیونکہ یہ کام دراصل احباب کی بہت بڑی ذمہ واری چاہتا ہے۔ ہدایات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ سلسلہ اشتہار کا انشاء اللہ ماہوار ہوگا۔ اس لئے ہر ایک جماعت یا فرد اس قدر اشتہار طلب کرے جس قدر کہ وہ ہر ماہ میں بآسانی منگوا سکے کیونکہ ایک دو ماہ منگوا کر چھوڑ دینا مفید نہیں ہوگا۔

(۲) اشتہار یونہی بے تحاشا تقسیم نہ کیا جائے۔ مگر اس طرح تقسیم کیا جائے۔ کہ (الف) جس قدر اشتہار طلب کئے ہوں۔ ان میں سے ۲۰ فیصدی اگر اُن کا مقام ریلوے سٹیشن ہے۔ تو ضرور ریلوے کے مسافروں میں تقسیم کریں۔ تاکہ دور دراز کے علاقوں تک اشتہار پہنچ جائے۔ (ب) ۵ فیصدی ضرور ہر وہ شخص جو اشتہار بانٹنے کو لے۔ اپنے رشتہ داروں کو دے۔ (ج) ۵ فیصدی اپنے دوستوں کو دے۔ (د) بقیہ اشتہار مناسب طور پر شہر میں تقسیم کر دے۔

(۳) پوسٹر عموماً مساجد کے دروازوں، مندروں، گوردواروں، سراؤں وغیرہ کے دروازوں پر اور اگر لوگ وہاں اجازت نہ دیں۔ تو اُن کے قریب کسی جگہ پر اس طرح لگائے جائیں۔ کہ لوگ اچھی طرح پڑھ سکیں۔

(۴) جس قدر اشتہار کوئی جماعت طلب کرے اس کی تعداد کے دس فیصدی کے برابر لوگوں کے ناموں اور پتوں سے دفتر میں اطلاع دے۔ اور یہ وہ لوگ ہونے چاہئیں۔ جو احمدیوں کے رشتہ دار یا دوست ہوں۔ اور جنھیں ہر اشتہار باقاعدہ پہنچایا ہو۔ تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ جماعت نے اشتہار صحیح طور پر تقسیم کیا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا جا سکے کہ متواتر اشتہار پڑھنے والوں پر اشتہاروں کا کیا اثر ہوا ہے۔

(۵) احباب جماعت سے اُمید کی جاتی ہے۔ کہ اشتہارات کے اثر کے متعلق وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں اور بتائیں۔ کہ ان اشتہارات کی تقسیم سے کس قسم کے خیالات لوگوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ تاکہ آیندہ اشتہارات میں اُن خیالات کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

یہ وہ ضروری ہدایات ہیں جنھیں پڑھ کر خوب غور کے بعد احباب کو اشتہارات کے متعلق آرڈر دینا چاہیئے۔ اگر کوئی دوست ایک دو مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں اشتہار منگوا کر پھر بند کر دے۔ یا متواتر ہزاروں کی تعداد میں منگواتا چلا جائے۔ لیکن کام ان ہدایات کے مطابق نہ ہو۔ تو پھر چنداں فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے خوب غور کرنے کے بعد احباب آرڈر بھیجیں۔

علاوہ ان ہدایات کے مفصلہ ذیل ہدایات کا بھی لحاظ رکھا جائے تاکہ خط و کتابت نہ کرنی پڑے۔ اور فوراً تعمیل کی جا سکے۔

(۱) ہر ایک اشتہار پوسٹر کی صورت میں کم شائع ہوگا۔ اور پمفلٹ کی صورت میں زیادہ۔ اس لئے آرڈر دیتے وقت احباب ۸۰ اور ۲۰ کی نسبت کو قائم رکھیں۔ مثلاً جو احباب ایک سو اشتہار کے لئے آرڈر دینا چاہیں۔ وہ ۸۰ پمفلٹ اور صرف ۲۰ پوسٹر طلب کریں۔ اور اسی نسبت کو زیادہ تعداد کے لئے بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(۲) جو احباب اشتہارات بذریعہ ریلوے پارسل منگوانا چاہیں۔ وہ صاف طور پر لکھیں۔ کہ کس ریلوے سٹیشن پر اُن کو پارسل روانہ کیا جائے۔ اس صورت میں پارسل کی بلٹی ان کے نام وی پی کر دی جائیگی۔

(۳) جو احباب خود بذریعہ ریلوے پارسل اشتہارات بھیجنے کا آرڈر نہ دینگے۔ اُن کو اشتہارات کا وی پی پارسل بذریعہ ڈاک ملیگا۔ کیونکہ ریل میں مال خراب ہو جانے اور بعض اوقات ضائع ہو جانے یا کسی قدر دیر سے پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کی ذمہ واری اس دفتر پر نہ ہوگی۔

(۴) قیمت اشتہارات بہر حال معہ محصول ڈاک پیشگی آنی چاہیئے یا وی پی کرنے کی اجازت دی جائے۔ محصول ڈاک فی ہزار رجسٹری پارسل کی صورت میں اڑھائی روپے تک لگ جاتا ہے۔ اس لئے احباب کو پیشگی رقم ارسال کرتے وقت محصول ڈاک بھی ساتھ بھیجنا چاہیئے ورنہ مرسلہ رقم میں سے محصول ڈاک وضع ہو جائیگا۔ اور بقایا رقم کے اشتہارات بھیجے جائیں گے۔

(۵) چونکہ یہ سلسلۂ اشتہارات کا ماہوار ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس کی ہدایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ اسلئے جو احباب مستقل طور پر خریدار ہونا چاہیں وہ تحریر کریں۔ کہ ہر ماہ کسقدر اشتہارات انکو بھیجے جایا کریں۔

(۶) اشتہارات کے متعلق جو خطوط ارسال فرمائے جائیں۔ انمیں اور کوئی بات نہ لکھی جائے۔ ورنہ تعمیل اگر نہ ہو سکے۔ تو دفتر معذور ہوگا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ سماٹرا رنگون میں

جناب ابوبکر صاحب پریسیڈنٹ جماعت احمدیہ سماٹرا ۲۰ جنوری رنگون پہنچے۔ چونکہ پہلے سے کسی قسم کی اطلاع انکے متعلق جماعت احمدیہ رنگون کو نہیں ملی تھی۔ اور نہ صاحب موصوف نے اپنی کلکتہ سے روانگی کی اطلاع دی۔ اس لئے کوئی دوست لینے کے لئے بندرگاہ پر نہ گئے۔ ابھی تمام کو الفضل نمبر ۵۵ ملنے پر معلوم ہوا۔ کہ جناب ابوبکر صاحب قادیان سے روانہ ہو چکے ہیں لیکن ۹ بجے کے قریب جناب ابوبکر صاحب ایک شخص کے ہمراہ انجمن میں تشریف لے آئے۔ ان کے ہمراہ جو شخص آئے تھے۔ وہ سلہٹ کے باشندے تھے۔ کلکتہ سے سنگاپور جانے کے لئے ایک ہی جہاز میں سوار ہوئے۔ چونکہ وہ کچھ کچھ ملائی زبان جانتے تھے۔ اس وجہ سے جناب ابوبکر صاحب سے دوستی ہو گئی۔ اور انہیں کے ذریعہ جناب ابوبکر صاحب سے ہماری گفتگو ہوئی۔ ای اے رسی کا کا صاحب سودتی بازار دکھانے کی غرض سے انہیں اپنے ہمراہ لے گئے۔ چاول کے ایک بڑے ایجنٹ آر۔ ایم ساجن کمپنی کے منیجر صاحب سے ملاقات کی۔ مختلف قسم کے چاول دیکھے۔ قیمت دریافت کی۔ ازاں بعد محمد دادا بھائی برادرس کی کوٹھی میں لے جایا گیا۔ وہاں بھی مختلف چیزوں کے نمونے دیکھے۔ ۲۲ جنوری کی شام کو انجمن احمدیہ رنگون کیطرف سے صاحب موصوف کو دعوۃ طعام دی گئی۔ تمام احمدیوں نے نماز مغرب انجمن ہی اکٹھے ہو کر پڑھی۔ کھانے میں پچیس کے قریب اشخاص شامل ہوئے۔ ان میں سے چند معزز دوستوں کے نام یہ ہیں۔ [illegible] امیر محمد صاحب وائس پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ رنگون [illegible] سارکار صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی صاحب جناب شیخ حسن صاحب احمدی یادگیری معہ تین اور اصحاب کے۔ الفضل نمبر ۷۵ میں جو جناب ابوبکر صاحب کی تقریر شائع ہوئی ہے۔ اور حضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر بھی چھپی ہے۔ محمد خیر الدین صاحب احمدی مونگیری نے حاضرین کو پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد دوستوں کو کھانا کھلایا گیا۔ گیارہ بجکر دس پندرہ منٹ محمد خیر الدین احمدی مونگیری نے تقریر کی۔ ۲۳ جنوری صبح سات بجے صاحب موصوف پینانگ جانے کے لئے سوار ہوئے۔ پروردگار عالم انہیں بخیریت وطن پہنچا کر احمدیت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (خاکسار غلام قادر احمدی انجمن احمدیہ رنگون)

اعلان

جماعت احمدیہ مرزانگ کے سال حال کے لئے مندرجہ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

پریذیڈنٹ :۔ میاں محمد یوسف صاحب۔

جنرل سکرٹری و سکرٹری امور عامہ } حکیم دین محمد صاحب اکونٹنٹ

سکرٹری تعلیم و تربیت و دعوۃ و تبلیغ } علی محمد صاحب۔

فنانشل سکرٹری } شیخ محمد عبد اللطیف صاحب۔ (دین محمد جنرل سکرٹری)

11.2.30

کھاد کو اُپلے بنا کر جلانیکے نقصانات

زمینداران پنجاب توجہ کریں

مالی نقصان کا اندازہ

گوبر جلانے سے صوبہ پنجاب کو جو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس کا اندازہ حسب ذیل دو امور سے لگایا جاسکتا ہے۔

(۱) اگر عام کھاد کی بازاری قیمت کو مدنظر رکھکر حساب لگایا جائے تو نقصان کا اندازہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔

(۲) اگر اضافہ پیداوار کو مدنظر رکھکر کھاد کی قیمت سات روپیہ فی ٹن لگائی جائے۔ اور کھاد کی قیمت خرید پر بیس فیصدی منافع شمار کیا جائے۔ تو نقصان کا اندازہ آٹھ کروڑ سالانہ ہے

گوبر سے اپلے بنا کر اسے بطور ایندھن استعمال کرنے کا نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام ہندوستان میں عام رواج ہے۔ اور اس سے ملک کو جو غیر معمولی نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس کی طرف اب تک بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ ممالک یورپ میں جہاں ایک سال میں ایک ہی زمین سے کئی فصلیں حاصل کی جاتی ہیں۔ اور جودہ سائنس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ پیداوار لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مصنوعی کھادوں پر بہت سا خرچ کرنا ضروری ہے۔ لیکن ہندوستان کی زمینوں کی اب تک ایسی حالت نہیں۔ کہ ان کی کمزوری کی تلافی کے لئے خاص تردد کیا جائے نہ ہی اس امر کی طرف کوئی خاص توجہ دی گئی ہے۔ کہ زمیندار اور ان کے علاوہ اور لوگ جو کھاد ہر سال جلا دیتے ہیں۔ اگر وہ زمین میں ڈالی جائے۔ تو زمین کی زرخیزی میں کتنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ کھاد ملانے سے نہ صرف زمین میں پودوں کی خوراک بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ زمین کی عام اور طبعی حالت میں بہت سا تغیر واقع ہوجاتا ہے۔ جو فصلوں کے لئے بہت مفید ہے۔

اس مضمون میں ان اسباب کی تحقیق کی جائے گی۔ جو ہر سال اس نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ اور عملی اور قیاسی نقطۂ نگاہ سے اعداد و شمار پیش کر کے ثابت کیا جائیگا۔ کہ عام کھاد کو جلانے کا رواج بہت بڑے نقصان کا باعث ہے ٭

اپلے جلانیکے وجوہات

اپلے جلانے کے وجوہات مختصراً یہ ہیں:۔

(۱) اپلوں کی بجائے جلانے کے لئے کوئی اور مناسب اور سستا ایندھن نہیں ملتا۔ اپلے جلانے سے جو نقصان ہوتا ہے۔ اچھے زمیندار اسے خود محسوس کرتے ہیں۔ لیکن اس نقصان کا سدباب صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب اچھا ایندھن سستے داموں پر مل سکے۔ اس سوال پر اب تک زمینداروں نے غور نہیں کی۔ ان اعداد و شمار سے جو اس مضمون میں پیش کئے جائینگے۔ ظاہر ہوگا۔ کہ جس چیز کے ضائع ہو جانے سے بہت زیادہ مالی نقصان ہوتا ہو۔ اسے نہایت احتیاط سے رکھنا چاہئے۔ ایندھن کا کافی مقدار میں مہیا کرنا۔ ایک ایسا سوال ہے جسے آئندہ سب نئی نوآبادیوں میں خاص اہمیت دینی چاہئے۔ کیونکہ ایندھن کی افراط اور زمین کی زرخیزی اور کامیاب کاشتکاری ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔

کھاد جمع کرنے میں بے احتیاطی

کھاد نہایت بے احتیاطی سے جمع کی جاتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ بے احتیاطی سے اس کا ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جتنا فائدہ زمینداروں کو اچھی کھاد کے استعمال سے ہونا چاہئے۔ اتنا خراب شدہ کھاد کے استعمال سے نہیں ہوتا۔ کھاد کے ڈھیر اوپر سے کھلے رہنے کی وجہ سے اس کے نہایت قیمتی اجزا ضایع ہو جاتے ہیں۔

بردوان کے فارم پر آلوؤں پر سات سال تک تجربے ہوتے رہے۔ ایک قطعہ زمین میں چھ سو من کھاد فی ایکڑ جس کے ذخیرہ کرنے میں خاص احتیاط کی گئی تھی۔ ڈالی گئی۔ اوسط پیداوار ۹۸۷۰ پونڈ فی ایکڑ رہی۔ اس کے مقابلہ میں اتنی ہی کھاد زمینداروں سے لیکر دوسرے ٹکڑے میں ڈالی گئی۔ جہاں اوسط پیداوار فی ایکڑ ۸۴۹۰ پونڈ نکلی۔ صوبجات متوسط کے محکمہ زراعت نے تجربے کئے۔ جن کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ عام دیہاتی کھاد میں نائٹروجن کی مقدار فیصدی ۰٫۴۷ تھی۔ جبکہ سرکاری فارموں پر اسی قسم کی ذخیرہ شدہ کھاد میں نائٹروجن ۰٫۶۸ فیصدی تک پائی گئی۔

سال میں ایک سے زیادہ فصلیں نہ لینا

پنجاب میں نہری نوآبادیوں کی وجہ سے بہت وسیع اور زرخیز علاقہ زیر کاشت آرہا ہے۔ پرانے علاقوں سے بہت سے زمیندار نوآبادیوں میں جارہے ہیں۔ اور پہلے کی نسبت زیادہ رقبوں کو کاشت کر کے بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ ایک ہی زمین سے ایک سال میں ایک سے زیادہ فصلیں لینے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور نہ ہی زود اثر کھاد کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ وقت آئیگا۔ جب نوآبادیوں کے لئے کوئی زمین باقی نہیں رہیگی۔ اور غلہ کی بڑھتی ہوئی ضرورت زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی ضرورت کو محسوس کرائیگی۔ لیکن یہ دوراندیشی سے بعید ہے۔ کہ ایسے وقت سے پہلے ہم کھاد کے متعلق پوری احتیاط نہ برتیں۔ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ کھاد کے مسئلہ پر پوری توجہ دیکر ابھی سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

زمینداروں کی موجودہ حالت

مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ پنجاب کے زمینداروں کی طبعی لاپرواہی ان کا پرانے طریقوں سے انس، تعلیم کی کمی۔ اور زراعت کے متعلق جدید واقفیت کی عدم موجودگی بھی کچھ کم اثر نہیں رکھتی۔

اجزائے کھاد کی مقدار کا اندازہ

ایک ٹن اپلوں میں مندرجہ ذیل مقدار اجزائے کھاد پائی جاتی ہے

مقدار	جزو	روپے	آنے	پائی
۱۸٫۴ پونڈ	نائٹروجن قیمت	۱۳	۴	۰
۱۰٫۸۶ ،،	اوکسائڈ آف فاسفورس	۲	۱۱	۰
۲۰٫۸۳ ،،	،، پوٹاسیم قیمت	۷	۱۳	۰
		۲۳	۱۲	۰

ایک ٹن عام کھاد کے اجزاء اور ان کی قیمت

مقدار	جزو	روپے	آنے	پائی
۱۱٫۶۲ پونڈ	نائٹروجن قیمت	۸	۳	۰
۴٫۲۷ ،،	اوکسائڈ آف فاسفورس	۱	۹	۰
۱۵٫۰ ،،	،، پوٹاسیم قیمت	۵	۱۰	۰
		۱۵	۶	۰

مندرجہ بالا اعداد سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ ایک ٹن اپلوں کی کھاد کے نقطۂ نگاہ سے قیمت تیس روپیہ بارہ آنے۔ اور ایک ٹن عام کھاد کی قیمت پندرہ روپیہ چھ آنے ہے۔ دیہات میں کھاد کی قیمت ایک روپیہ فی ٹن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اپلوں کی قیمت دیہات میں چھ سات روپیہ فی ٹن اور شہروں میں عام طور پر آٹھ نو روپیہ فی ٹن ہوتی ہے ٭

ان اعداد و شمار میں کھاد کے ان اجزا کے علاوہ جو پودوں کی خوراک کا کام دیتے ہیں۔ اور پہلو ظاہر نہیں ہوتے۔ لیکن یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ کھاد کا نباتاتی اور غیر معدنی مادہ نہ صرف زمین کی ساخت کو درست کرتا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے زمین میں کئی ایک غیر معدنی تیزاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کی موجودگی میں پودوں کی خوراک کی نسبتاً زیادہ مقدار پودوں کے کام آنیکے قابل ہو جاتی ہے

مصنوعی کھاد اور اصلی کھاد کا مقابلہ

یہ امر مسلمہ ہے کہ کوئی ایک مصنوعی کھاد یا کئی ایک مصنوعی کھادوں کی ملاوٹ زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کیلئے ایسی مفید نہیں۔ جیسے عام کھاد، وجہ یہ ہے۔ کہ مصنوعی کھاد ڈالکر ہم پودوں کو ضروریات خوراک مکمل اور بالکل تیار شکل میں بہم پہنچاتے ہیں بجائے اسکے کہ وہ آہستہ آہستہ زمین میں حسب ضروریات طیار ہوں۔ عام کھاد اور فصلوں کا بقایا جو کہ کھیتوں میں رہجاتا ہے۔ یعنی جڑیں اور پتے وغیرہ زمین کے

وصیتیں

نمبر ۴۱۰۱ :- میں عباد اللہ خان ولد فضل احمد خان قوم ککے زئی پیشہ وکالت عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اراضیات مکانات سکنی دو قطعات مالیتی تخمیناً ۵۰۰ دور اس گاڈی بش قیمتی ۲۰۰ روپے باقی اثاث البیت مالیتی تخمیناً ۲۰۰ روپے۔ ہمگی ۹۰۰ روپے ہوتی ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف جائداد مندرجہ بالا پر نہیں۔ بلکہ پیشہ وکالت جسکی ماہوار آمد تخمیناً یکصد روپیہ ہے۔ پر ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:- عباد اللہ خان وکیل بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد حسین ساکن دھرم کوٹ رندھاوہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد:- بندہ قدرت پنشنر رجسٹرار حال مقیم قادیان

نمبر ۴۰۹۸ :- میں محمد ابراہیم ولد خدا بخش قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۸۶ء ساکن قصبہ سنور تحصیل پٹیالہ ضلع ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ۹ بیگھے اراضی زرعی واقعہ سنور قیمتی ۱۵۰ روپیہ اور مکان سکنی واقع سنور قیمتی چار صد ۴۰۰ روپیہ یعنی کل جائداد کی قیمت ۵۵۰ روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت بصورت پنشن ساڑھے سات روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:- محمد ابراہیم موصی۔

گواہ شد:- محمد علی بقلم خود ساکن سنور

گواہ شد:- محمد بخش قوم ارائیں سکنہ قصبہ سنور برادر حقیقی

ہندوستان کی خبریں!

——— پشاور کا ایک تازہ پیغام مظہر ہے۔ کہ ۱۳ فروری کو شام کے ... عبدالحکیم خان سابق وکیل التجارت اور امین اللہ خان برادر ... امان اللہ خان) گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس ... عبدالحکیم خان کے مکان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور تلاشی جاری ... تفصیلات کا انتظار ہے۔

——— لاہور ۱۴ فروری۔ آج مقدمہ سازش لاہور کی کارروائی ... شروع ہوئی تھی۔ لیکن ملزم عدالت میں حاضر نہیں ہوئے۔ عدالت نے ان کی عدم حاضری کے متعلق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کی شہادت قلمبند کی۔ جس نے بیان کیا۔ کہ ہم نے انہیں عدالت میں لانے کی کوشش کی۔ لیکن ملزموں نے کہا۔ کہ اگر انہیں لے جانے کی کوشش کی جائے گی۔ تو وہ مزاحمت کریں گے۔ مقدمہ کل پر ملتوی کر دیا گیا۔

——— ملتان ۱۱ فروری۔ محصول نہ ادا کرنے کے جرم میں بعض دوکانداروں کی جائداد قرق کرنے پر آج مکانات اور پانی کے محصول کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے باشندگان ملتان نے عام ہڑتال منائی۔

——— لاہور ۱۲ فروری۔ کل بعد دوپہر قریباً پانچ بجے موضع اٹاری متصل لاہور میں ایک بم کا حادثہ ہوا۔ ایک شخص چارا کاٹ رہا تھا۔ کہ ہولناک دھماکا ہوا۔ جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گیا۔ پولیس موقع واردات پر پہونچ گئی مجروح کو میو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ چونکہ وہ بے ہوش ہے۔ اس لئے اس کے بیانات ابھی تک قلمبند نہیں ہو سکے۔

——— پشاور ۱۶ فروری۔ حال میں کابل میں غیر معمولی طور پر شدید برف باری ہوئی۔

——— نیو دہلی ۱۴ فروری۔ آج اسمبلی میں انکم ٹیکس کی ترمیم کا مسودہ قانون منظور ہوا۔ سر جارج شسٹر نے کہا۔ اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ جو کمپنیاں انکم ٹیکس سے بچنے کی کوشش کریں۔ ان کا تدارک کیا جائے۔ پراویڈنٹ فنڈ کا مسودہ قانون جو کونسل آف سٹیٹ سے واپس آیا تھا۔ منظور ہو گیا۔ ریلوے میزانیہ ہر دو ایوانات میں ۱۷ فروری کو پیش ہوگا۔

——— نئی دہلی ۱۴ فروری۔ پنڈت مدن موہن مالویہ نے وائسرائے سے بہت دیر تک ملاقات کی۔ ملاقات ختم ہونے سے پیشتر مسٹر پٹیل بھی اس کانفرنس میں شریک ہو گئے۔ خاتمے پر پنڈت مالویہ اور مسٹر پٹیل کے درمیان دیر تک گفت و شنید ہوتی رہی۔

——— نیو دہلی ۱۶ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد اور سر تیج بہادر سپرو کی تجویز پر غور کرنے کے لئے ۲۵ فروری کو تمام جماعتوں کے نمائندوں کا ایک پرائیویٹ جلسہ بمقام دہلی منعقد ہوگا۔

——— ڈھاکہ ۱۴ فروری۔ حالت حسب معمول ہے۔ بہت سے مسلمان بھی گرفتار کئے گئے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ بند کر دیا گیا ہے۔

——— نئی دہلی۔ اسمبلی میں تماشائیوں کی گیلریاں بند کرنے کے متعلق مسٹر آرتھر مور نے ایک سوال پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ اس کے متعلق اسمبلی کے سکرٹری نے مسٹر مور کو لکھا ہے۔ کہ دارالعوام کی روایات کے مطابق جناب صدر کے متعلق کوئی سوال پیش نہیں کیا جا سکتا۔

——— بمبئی ۱۵ فروری۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے ایک لاکھ ۲۵ ہزار کارکنوں اور مزدوروں نے ۱۷ جنوری کو مکمل ہڑتال کی۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ انہیں معقول اجرت دی جائے۔ نسلی تفریق بالکل مٹا دی جائے۔ ہڑتال بالکل باقاعدہ ہے۔

——— کلکتہ ۱۴ فروری۔ ہندبیلا کی ستیہ گرہ پوری قوت کے ساتھ جاری ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے متعدد کارکن اور رضاکار دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

——— ٹریونڈرم ۱۴ فروری۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بمقام منگد فساد رونما ہوا جس میں ایک ہندو ہلاک اور متعدد آدمی زخمی ہوئے۔ فساد کی بنا ایک ڈرامہ تھا جس نے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر دیا۔

——— دہلی ۱۴ فروری۔ مراد آباد میں بم پھٹنے کا ایک نادر حادثہ پیش آیا۔ ایک کنسٹیبل کنٹیوں کے پل سے گذر رہا تھا جب کہ اسے آٹے کے گولے پڑے ملے۔ جن کو وہ اپنے ہمراہ لے گیا۔ تاکہ اپنی گائے بھیلوں کو کھلائے۔ لیکن جب ان کو دبایا گیا۔ تو وہ دفعۃً پھوٹ گئے جس سے کنسٹیبل مذکور کے دونوں ہاتھ زخمی ہوئے۔ ایک ہاتھ کو قطع کرنا لازم آیا۔ اور دوسرے کی انگلیاں اُڑ گئیں۔

——— لاہور ۱۴ فروری۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کا ایک ہفتہ کا نوٹس جو انہوں نے حکومت ہند کو اپنی شکایات رفع کرنے اور سہولتیں بہم پہونچانے کے متعلق دیا تھا۔ ختم ہو گیا۔ اس لئے سکھدیو اور دیسراج کے سوا تمام ملزموں نے آج صبح سے بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔

——— گورد کپور ۱۰ فروری۔ چونکہ حسب معاہدہ مقدمات واپس لینے کے بعد بھی ... میں سکھوں نے مسلمانوں کو اذان کی اجازت نہ دی۔ اس لئے ۶ فروری کو پہلا جتھہ شیخ صادق حسن صاحب کی سرکردگی میں وہاں پہونچا۔ لیکن ڈاکٹر کچلو اور ماسٹر تارا سنگھ پہلے پہونچ چکے تھے۔ ۲۴

ممالک غیر کی خبریں!

——— میکسیکو سٹی ۱۵ فروری۔ میکسیکو کے صدر کابینہ وزارت سے حلف وفاداری لینے کی رسم ادا کر کے واپس جا رہے تھے۔ کہ ایک نوجوان نے ان پر چھ فائر کئے۔ ایک گولی ایک راہرو کے لگی۔ پریزیڈنٹ کے منہ پر زخم آیا ہے۔ گولی نکال لی گئی ہے۔ حالت خطرناک نہیں۔ ایک گولی پریزیڈنٹ کی بیوی کو چھوتی ہوئی گذر گئی۔ پریزیڈنٹ کی بھتیجی بھی خفیف طور پر زخمی ہوئی۔ ایک گولی سے موٹر کار کا شیشہ ریزہ ریزہ ہو کر ڈرائیور پر جا پڑا۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا۔

——— روما ۱۴ فروری۔ سردار منموہن سنگھ پاؤلا اور کونسرا کے درمیان ایک پہاڑی سڑک پر سخت گہر میں نیچے گر پڑے جس کی وجہ سے ان کی بائیں آنکھ میں خفیف زخم اور جسم پر بہت سی خراشیں آ گئیں۔ ان کے طیارہ کی مشین کو سخت نقصان پہنچا ہے

——— طہران ۱۲ فروری۔ دوست محمد خان مشہور بلوچ ڈاکو نے سرحد ایران میں متعدد حملے کئے۔ اور قوت حاصل کر لی تھی۔ ایک جرار لشکر نے اسے شکست دی۔ اور اس نے اطاعت قبول کر لی۔ اب باقاعدہ مقدمہ چلا کر شاہ کے حکم سے اسے گولی ماری گئی ہے۔

——— بیت المقدس یکم فروری عمان دارالسلطنت شرق یردن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ نجدی اور شرق یردن کے قبائل میں نہایت خونریز جنگ ہوئی جس میں ۴۵۰ آدمی مارے گئے

——— روس سے ایک پیغام موصول ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اٹلی نے بھی سرکاری طور پر جنرل نادر خان کو بادشاہ افغانستان تسلیم کر لیا ہے۔

——— ریگا ۱۴ فروری۔ روس سے حال ہی میں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں افسروں کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کیا جا رہا ہے۔ مقتولین کی تعداد کئی سو ہے۔ انقلاب روس کے بعد ایسا ہولناک اور عظیم ہنگامہ کشت و خون دیکھنے میں نہیں آیا۔

---

۲۴ اور مصالحت کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ آخر اس شرط پر کہ مولوی خیر الدین اذان نہ دے۔ جتھے واپس چلے جائیں۔ اور مولوی خیر الدین کے رویہ کی تحقیق کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ سکھوں نے اذان کی اجازت دے دی۔ اور ۷ فروری کو فجر کی نماز سے قبل وہاں اذان دی گئی۔

——— نئی دہلی ۱۳ فروری۔ آج صبح اسمبلی میں مسٹر پی داس کو جواب دیتے ہوئے۔ سر فرینک نائس نے میز پر ایک بیان رکھا۔ کہ گذشتہ طغیانی سے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں ۱۲۱ جانیں تلف ہوئیں۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)